تحریک شاتمین رسول کا منظر و پس منظر

آزادی اظہار رائے

یا صلیبی دہشت گردی

قاضی ابو محمد اسماعیل ربانی

باہتمام جماعت اہلسنت پاکستان

ناشر اسلامک ہیریٹیج سوسائٹی

تقریظ جمیل

از حضرت علامہ مولانا خلیل الرحمٰن چشتی صاحب دامت برکاتہم العالیہ

خطیب نیو میمن مسجد بولٹن مارکیٹ، پرنسپل دارالعلوم محمدیہ غوثیہ سائٹ کراچی

ناظم اعلیٰ۔ جماعت اہلسنّت پاکستان کراچی

الحمد للہ ربّ العالمین ٥ والصلوٰۃ والسلام علیٰ اشرف الانبیاء والمرسلین٥ اما بعد

آقا و مولیٰ حضور مجتبیٰ محمدِ مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ذاتِ اقدس سے بے پناہ محبت و عشق مومن کی میراث ہے۔۔۔۔۔

آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ادب واحترام، تعظیم وتوقیر، ایمان کی جان اور انسانیت کی روح ہے۔

غیر مسلم تو ایک طرف رہے قرآن کریم تو کسی مسلمان کی یہ حرکت بھی برداشت نہیں کرتا کہ وہ دانستہ یا نادانستہ، اشارۃً یا کنایۃً حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی وبے ادبی سے پیش آئے۔

اسلام نے غیر مسلموں کو جو حقوق دیئے ہیں وہ سب کو معلوم ہیں۔ امیر المومنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جس طرح شفیق باپ بن کر ان کی حفاظت کی اس کی تاریخ گواہ ہے لیکن جب کبھی بھی تحفظ ناموسِ رسالت کا مسئلہ درپیش آیا حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ننگی تلوار بن گئے، اس مسئلے میں کسی مصلحت کو انہوں نے رکاوٹ نہ بننے دیا۔ زاد المعاد جلد نمبر ۳ میں ہے کہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نائبین خلافت کے نام یہ حکم جاری کیا تھا کہ

من سب اللہ ورسولہ او سب احدا من الانبیاء فاقتلوہ

"جو اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یا انبیائے کرام میں سے کسی کے خلاف بکواس کرے اسے قتل کردو۔"

اس میں کوئی شک نہیں کہ اسلام غیر مسلموں کے حقوق کی حفاظت کا درس دیتا ہے ساتھ اسلام ازروئے قرآن اس بات کی بھی اجازت نہیں دیتا کہ عیسائی مشنری اور یہودی قوم ہمارے دین یا ہمارے نبی کی توہین کریں، گستاخی کی اجازت دینا تو درکنار بلکہ ایسا ناپاک ارادہ کرنے والوں کو معاف بھی نہیں کرتا۔

زیر نظر کتابچہ عزیزم برادرم محمد اسماعیل بدایونی صاحب کی سعادتِ دارَین کا ثبوت ہے جس میں انہوں نے توہینِ رسالت کی عالمی سازش کو بے نقاب کیا ہے اور توہین رسالت کرنے والوں کیلئے سزائے موت کے قانون کو قرآن و سنت و عملِ صحابہ اور تاریخی حوالوں سے ثابت کیا ہے۔ محمد اسماعیل بدایونی صاحب نے حال ہی میں جامعہ کراچی سے ایم اے "قرآن و سنت" میں فرسٹ کلاس فرسٹ پوزیشن حاصل کی ہے مولف موصوف کا یہ سارا کمال دراصل ان کے والد گرامی ممتاز عالمِ دین حضرت علامہ مولانا پروفیسر ریاض احمد بدایونی کی نگاہِ تربیت اور فیضانِ کرم کا نتیجہ ہے۔

فی زمانہ ضرورت اس امر کی ہے کہ ملت کے افراد کا تعلق حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ذاتِ مبارکہ سے مضبوط سے مضبوط تر کیا جائے، اور قلوب واذہان کو عشقِ مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے گرمایا جائے تا کہ ہر مسلمان دینِ اسلام کا سچا سپاہی بن جائے اور عظمت وناموسِ مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر جان دینا دارَین کی سعادت جانے۔

برادرم محمد اسماعیل بدایونی صاحب کی یہ کوشش اس امر کی جانب ایک مخلصانہ قدم ہے۔ میری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کی اس سعی کو کوشش کو اپنی اور اپنے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ میں درجہ قبولیت عطا فرمائے اور ہم سب کو اپنے محبوبِ پاک، صاحبِ لولاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی عظمت وناموس پر اپنا تن من دھن یعنی سب کچھ قربان کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

آمین بجاہ النبی الکریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

فقط والسلام

خلیل الرحمٰن چشتی

یہ اس زمانے کی بات ہے جب اندلس پر مسلمانوں کی حکومت تھی اور مسلمانوں کی حکومت میں امن و امان کا یہ عالم تھا کہ شیر اور بکری ایک ہی گھاٹ سے پانی پیا کرتے تھے۔ عیسائیوں اور یہودیوں کو اپنے اپنے مذہب کے مطابق مذہبی آزادی حاصل تھی مسلمانوں کے اس رویہ نے انکے دلوں پر ایک اچھا اثر ڈالا اور ان میں سے اکثر لوگوں نے اپنے مذہب کو چھوڑ کر دین اسلام اختیار کر لیا۔

وہیں قرطبہ میں ایک یولوجیوس (Euloguis) نامی راہب رہا کرتا تھا۔ یہ ایک متعصب عیسائی تھا۔ یولوجیوس قرطبہ کے ایک قدیم خاندان سے تعلق رکھتا تھا یہ خاندان جس قدر عیسائی مذہب سے شغف رکھتا تھا اسی قدر اسلام سے عداوت رکھنے میں مشہور تھا یولوجیوس کا دادا جس کا نام بھی یولوجیوس ہی تھا جس وقت مسجد کے مینار سے اذان کی آواز سنتا تھا تو اپنے جسم پر صلیب کا نشان بناتا تھا اور یہ کہا کرتا تھا:

"اے خدا! چپ نہ ہو، اے خدا چین نہ لے کیونکہ دیکھ تیرے دشمن اودھم مچاتے ہیں

اور ان لوگوں نے جو تجھ سے کینہ رکھتے ہیں سر اُٹھایا ہے۔" (عبرت نامہ اندلس، صفحہ ۲۹۳)

اگرچہ یولوجیوس کا خاندان مسلمانوں کا بڑا دشمن تھا مگر اس کے تین بھائیوں میں سب سے چھوٹا بھائی جوزف اسلامی حکومت کا ملازم تھا، دو بھائی تجارت کرتے تھے، ایک بہن تھی جس کا نام انولو تھا یہ کسی چرچ میں راہبہ ہو گئی تھی، یولوجیوس کی تعلیم شروع ہی سے اس غرض سے ہوئی تھی کہ وہ پادری بنے، خانقاہِ شنت میں زولوس کے پادریوں کی شاگردی میں اس نے رات دن اس قدر محنت کی کہ اپنے ہم مکتبوں سے ہی نہیں بلکہ استادوں سے بھی بڑھ گیا۔

اب اسے یہ شوق ہوا کہ اس خانقاہ کے پادری جہاں تک پڑھا سکے تھے اس سے آگے بھی تعلیم حاصل کرے لیکن اس خوف سے کہ یہ استاد ناراض نہ ہو جائیں اپنا خیال ان پر ظاہر نہ کیا اور پوشیدہ طور پر قرطبہ کے مشہور و معروف علمائے مسیحی بالخصوص رئیس راہبان اسپرا کے درس میں شریک ہونے لگا اس رئیس راہبان نے اسلام کے رد میں ایک کتاب بھی لکھی تھی اور دو مسیحی شہیدوں (گستاخانِ رسول) کی سوانح بھی لکھ چکا تھا جو امیر عبد الرحمٰن ثانی کے دورِ حکومت میں قتل ہو کر شہیدوں کے زمرے میں داخل ہوئے تھے۔

پادری اسپرا نے نوجوان یولوجیوس (Euloguis) پر اپنا بہت اثر پہنچایا اور اسی رئیس راہبان نے اس کے دل میں اسلام کی طرف سے وہ عداوت پیدا کی جو بعد کو یولوجیوس کی طبیعت کا خاصہ ہو گئی۔ یولوجیوس خاندانی طور پر تو پہلے ہی متعصب اور کم ظرف آدمی تھا اسپرا کی صحبت نے اسے اسلام دشمنی میں اور شعلۂ جوالہ بنا دیا۔

پروفیسر رائن ہاٹ ڈوزی اپنی کتاب "عبرت نامہ اندلس" میں لکھتا ہے:۔

مسلمانوں کے پیغمبر اور پیغمبر کی تعلیم کے متعلق ان پادریوں نے اپنے دماغ میں نہایت بیہودہ اور غلط خیالات بھر لئے تھے۔ پیغمبر اسلام اور ان کی تعلیم کی اصلی کیفیت سے آگاہ ہونا ان کیلئے کچھ مشکل نہ تھا لیکن جہالت اتنی تھی کہ خود مسلمانوں سے جو ان کے ہمسایہ تھے ان باتوں کو تحقیق کرنے کی انہوں نے مطلق پرواہ نہ کی حقیقت سے اجتناب کر کے اس بات کو بہتر سمجھا کہ پیغمبر اسلام صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نسبت نہایت مہمل قصوں کا یقین کر لیا۔

یولوجیوس (Euloguis) جو اس زمانہ کے پادریوں میں بڑا صاحب علم وفضل مانا جاتا تھا۔ سیرتِ پیغمبر سے آگاہ ہونے کیلئے عرب کی تصانیف کی طرف متوجہ نہ ہوا۔ اگرچہ وہ عربی میں کتب تواریخ پڑھنے کی پوری استعداد رکھتا تھا بلکہ لاطینی زبان کی ایک قلمی کتاب کو اس بارے میں اس نے مستند سمجھ لیا یہ قلمی نسخہ اس کو بنبلونہ کی مسیحی خانقاہ میں اتفاق سے مل گیا تھا۔ اس کتاب میں جہاں اور باتیں لکھی تھیں ایک جھوٹا اور نامعقول قصہ بھی درج تھا اس جھوٹے اور بیہودہ قصہ کی نسبت پادری یولوجیوس بڑے جوش وخروش سے اپنی کتاب میں کہتا ہے کہ ایسے ہوتے تھے مسلمانوں کے پیغمبر کے معجزات۔ (عبرت نامہ اندلس، صفحہ ۲۵۷)

یولوجیوس اور مسیحی جنونی تحریک

اندلس میں عیسائیوں کو اپنے مذہبی رسوم آزادی کے ساتھ انجام دینے کی جو رعایتیں حاصل تھیں اس کا نتیجہ برعکس نکلا اندلس کے پادری کلیساؤں کے عہد رفتہ کے اقتدار کو پھر بحال کرنا چاہتے تھے کیونکہ مسلمانوں کے اقتدار نے ان کی مذہبی بے راہ روی کو ختم کر دیا تھا اور مسلم حکومت کی رواداری سے ان کو اس بات کا موقع نہ مل سکا کہ وہ تمام عیسائی رعایا کے جذبات کو بھڑکا سکیں چنانچہ اب انہوں نے یہ رُخ اختیار کیا کہ غالی عیسائیوں کی ایک جماعت میں یہ خیالات پیدا کئے کہ مذہب کی اصل روح ریاضت اور تکالیف اٹھانے سے پیدا ہوتی ہے اس لئے حکمرانوں کے مذہبی جذبات کو مشتعل کر کے اپنے جسم اور گوشت پوست کو تکلیف پہنچائیں تاکہ روح کا تزکیہ ہو سکے اور گناہوں کی تلافی بھی ہو۔

الوارو اور فلورا

یولوجیوس کی یہ تحریک کبھی کامیاب نہ ہوتی اگر قرطبہ کا ایک دولت مند نوجوان الوارو (Alvaro) اور ایک حسین دوشیزہ فلورا اس میں شامل نہ ہوتے۔

الوارو اور یولوجیوس کی ملاقات پادری اسپرا کے درس میں ہی ہوئی تھی الوارو اکثر پادری اسپرا کے درس میں شریک ہوتا تھا رفتہ رفتہ جو خیالات اسپرا کے تھے وہی خیالات الوارو کے بھی ہوتے چلے گئے یولوجیوس کی دوستی نے ان خیالات کو اور ہوا دی۔

فلورا کا باپ مسلمان اور ماں عیسائی تھی اور یہ لڑکی مسلمان سمجھی جاتی تھی باپ کا سایہ بچپن ہی سے سر سے اٹھ گیا تھا ماں نے اسے خفیہ طور پر عیسائی مذہب پر اٹھایا۔ یولوجیوس کی تبلیغ اور انجیل کے مطالعے نے فلورا کے عیسائی جذبات کو بھڑکا دیا اور وہ بھاگ کر عیسائیوں کے پاس پناہ گزیں ہوگئی جب اس کے فرار کی ذمہ داری عیسائی پادریوں پر ڈالی اور ان پر سختی کی گئی تو فلورا واپس آگئی اور اپنے عیسائی ہونے کا برملا اعلان کر دیا۔ اس کا بھائی مسلمان تھا اس نے اسے بہت سمجھایا اور ڈرایا مگر بے سود چنانچہ معاملہ شرعی عدالت میں پیش آیا اور قاضی نے اس کے درے لگوائے اور اس کو گھر واپس کیا کہ وہ اسلام کی تعلیم حاصل کرے۔ گھر واپس آنے کے کچھ دن بعد فلورا پھر بھاگ کر کسی عیسائی کے گھر روپوش ہوگئی یہاں اس کی ملاقات یولوجیوس سے ہوئی اور یولوجیوس اس کے عشق میں مبتلا ہوگیا جیسا کہ پروفیسر آئی ایچ برنی صاحب نے اپنی کتاب ''مسلم اسپین'' میں ان تاثرات کا تذکرہ کیا ہے:۔

''اے مقدس بہن تو نے مجھ پر یہ کرم کیا کہ تو نے مجھے اپنی وہ گردن دکھائی جو دروں کی چوٹ سے پاش پاش ہوچکی تھی اور وہ خوبصورت لٹیں کاٹ دی گئی جو کبھی اس پر لٹکا کرتی تھیں یہ اس لئے کہ تو نے مجھے اپنا روحانی باپ سمجھا اور تو نے مجھے اپنی طرح پارسا اور مخلص یقین کیا میں نے ان زخموں پر آہستہ سے اپنا ہاتھ رکھا، میں نے چاہا کہ میں انہیں اپنے لبوں سے اچھا کردوں کیا میں یہ جسارت کر سکتا تھا جب میں تجھ سے جدا ہوا تو اس شخص کی مثل تھا جو خواب میں چہل قدمی کرتا ہو اور نہ ختم ہونے والی آہ وزاری کرتا ہو۔'' (مسلم اسپین از آئی ایچ برنی، صفحہ ۱۹۶)

اب اس تحریک کی تعلیمات کا عملی آغاز اور عین عید کے دن پادری پر فیکٹس نے مسلمانوں کے مجمع میں گھس کر اسلام اور پیغمبر اسلام صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان میں ناروا الفاظ کہے مسلمان مشتعل ہوگئے اور اس کو مار ڈالا قرطبہ کے پادری اس بدبخت کی لاش اٹھا کر لے گئے اور نصرانیوں کی طرف سے اسے ولی کا درجہ دیا گیا۔

ایک دوسرے پادری اسحاق نے جو طبانوس کی مسیحی خانقاہ میں گوشہ نشین تھا یہ خانقاہ اس کے چچا جرمیاس نے اپنے ذاتی مال سے تیار کرائی تھی اس خانقاہ کے قوائد اور ضوابط دوسری خانقاہوں سے زیادہ سخت تھے۔

ڈوزی لکھتا ہے:۔

"مذہبی تعصب وعناد کی نشوونما کیلئے یہ بہت ہی زرخیز زمین سمجھی جاتی تھی اس کنج عزلت میں اسحاق کا چچا جرمیاس اور اس کی چچی الزبتھ اور چند عزیز بھی رہتے تھے اور ان سب نے رہبانیت کی تنگ و تاریک زندگی اختیار کر رکھی تھی۔ مثال کی قوت، وحشت خیز ماحول، سخت روزے، شب بیداری، عبادات، جسم کو اذیتیں پہنچانا اور مسیحی شہداء کے سوانح کا ہر وقت مطالعہ۔ ان تمام باتوں نے مل جل کر اس نوجوان اسحاق کے دل میں مذہبی تعصب کا جوش وخروش بھر دیا۔ (عبرت نامہ اندلس، صفحہ ۲۷۶)

ایک دن مسیحی شہیدوں میں اضافہ کے شوق نے اسحاق کو بے کل کر دیا اور اس نے قاضی کی عدالت کے سامنے اسلام کو برا بھلا کہنا شروع کیا چنانچہ اس کو سزائے موت سے ہمکنار کیا گیا اور عیسائیوں کو اجازت نہیں ہے کہ مجرم کی لاش کو تزک واحتشام کے ساتھ دفن کریں بلکہ حکم دیا جاتا ہے کہ اس کی لاش کو کئی دن تک پھانسی پر اس طرح کہ سر نیچے ہو اور ٹانگیں اوپر ہوں لٹکا رہنے دیا جائے اس کے بعد لاش جلا کر اس کی راکھ دریا میں بہادی جائے۔ ان حکموں کی تعمیل ہوئی۔

اب اور عیسائی، شہید (درحقیقت جہنم رسید) ہونے کیلئے اس میدان میں اترے۔ اسحاق کے قتل کے دو دن بعد ایک افرنجی عیسائی سانکو جو یولوجیوس کا شاگرد تھا کے دماغ میں یہ سودا سمایا اور ذات رسالت مآب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شانِ اقدس میں گستاخیاں کیں اور واصل جہنم ہوا۔

اس کے بعد چھ راہب جن میں ایک اسحاق کا چچا جرمیاس اور دوسرا راہب جانتبوس تھا جو اپنے حجرے میں تنہا پڑا رہتا تھا قاضی کے سامنے آئے اور کہا کہ ہم اپنے مقدس بھائیوں اسحاق اور سانکو کے الفاظ کا اعادہ کرتے ہیں "اتنا کہہ کر پیغمبر اسلام کو دشنام دینے لگے اور کہا کہ اب اپنے جھوٹے نبی کا بدلہ ہم سے نکال"۔ یہ چھ کے چھ بھی قتل کر دیئے گئے ان کے بعد شنت اکیس کلوس کے گرجے کے ایک اور پادری نے جس کا نام "لیی نند" تھا اور پادری اسحاق اور سانکو کا بڑا دوست تھا اس کے دماغ میں بھی یہ خناس بھرا ہوا تھا بالآخر اپنے انجام سے دوچار ہوا اس کے بعد پادری شماس پولوس اور نوجوان راہب تھیودمیر بھی واصل جہنم ہوئے۔

پروفیسر آئی ایچ برنی "لین پول" کے حوالے سے لکھتے ہیں:۔

"اگرچہ گیارہ آدمیوں نے اپنی جانیں اس احمقانہ تحریک کیلئے دیں لیکن پھر بھی قرطبہ کے عیسائیوں کی اکثریت نے اس کو ناپسند کیا چنانچہ تحریک پادریوں سے نکل کر عوام میں مقبول نہ ہو سکی۔ سمجھدار عیسائیوں نے اسلامی حکومت کی رواداری اور انکے ساتھ مسلمانوں کے شریفانہ طرزِ عمل کو یاد دِلایا اور سمجھایا کہ مسلمان اپنی وسعتِ قلب کے باوجود اس بدزبانی کو برداشت نہ کریں گے۔ علاوہ ازیں ایسی خودکشی عیسائیت کے نقطہ نگاہ سے جائز نہیں۔ انجیل مقدس کی یہ تعلیم بھی ہے کہ بدزبانی کرنے والے کبھی آسمانی بادشاہت میں داخل نہ ہوں گے۔ یولوجیوس نے ان اعتراضات کا جواب اپنے ذمہ لے لیا اور ایک کتاب یادگار شہداء کے نام سے لکھنی شروع کی، اس تصنیف کی کتاب اوّل میں ایسے لوگوں کو نہایت سخت وسست کہا ہے جو بقول مصنف اپنی ناپاک زبانوں سے مسیحی شہیدوں کی شان میں بے ادبی کرتے اور ان پر لعنت بھیجتے ہیں"۔ (مسلم اسپین، صفحہ ۱۹۶،۱۹۷)

یولوجیوس کی سحر بیانی

یولوجیوس اپنی اس تحریک کو آگے بڑھاتا رہا اور اس کی سحر بیانی نے فلورا اور اس کی سہیلی مریم کو ہمیشہ کی بھڑکتی ہوئی آگ میں جھونک دیا۔

فلورا اور اس کی سہیلی مریم

مریم ایک نوجوان راہبہ تھی یہ ان چھ راہبوں میں سے ایک راہب کی بہن تھی جو قاضی کے سامنے دشنام دہی کے جرم میں قتل ہوئے تھے۔

فلورا کے دماغ پر تو یہ بھوت پہلے ہی سے سوار تھا مریم کے اوپر بھی یہ خناس سوار ہو گیا دونوں آپس میں گلے ملیں۔ مریم بولی، میں اپنے بھائی سے ملنے جاؤنگی"۔ فلورا نے کہا، میں مسیح سے اپنی شادی رچا کر خوش رہونگی"۔ دونوں عصبیت کی غلاظت اپنے دماغ میں سمائے، دارالقضاء میں قاضی کے سامنے آگئیں اور دشنام طرازی کی اور اپنے انجام سے دوچار ہوئیں۔

ڈوزی لکھتا ہے، جس دن (۲۵/ جمادی الاوّل ۲۳۷ھ بمطابق ۲۴/نومبر ۸۵۱ء) فلورا اور اس کی سہیلی مریم کو قتل کیا گیا یولوجیوس کیلئے وہ بڑی کامیابی اور فتح کا دن تھا اور کہتا تھا کہ ان کی فتح پر تمام کلیسا خوش ہے لیکن میں سب سے زیادہ اس فتح پر خوش ہونے کا حق رکھتا ہوں کیونکہ ان کے ارادے اور قصد کو میں نے اس وقت مضبوط کیا تھا جب ان کی ہمت پست ہونے لگی تھی۔

(عبرت نامہ اندلس، صفحہ ۲۸۹)

عزیز گرامی! یہ گستاخانِ رسول دانستہ اپنی گردنیں جلاد کے سامنے پیش کرتے رہے ادھر الوارو اور یولوجیوس ان گستاخانِ رسول کی حمایت اور ان کے کاموں کی ستائش پر کمربستہ رہے دونوں نے ایک ایک کتاب عیسائی شہیدوں کی تعریف میں لکھی۔

قرطبہ کی نوجوان لڑکی اور یولوجیوس

اسی زمانے میں قرطبہ میں ایک نوجوان لڑکی جس کا نام لکرتیتا تھا رہا کرتی تھی اس کے ماں باپ مسلمان تھے لیکن ایک رشتہ دار عورت نے جو راہبہ تھی اس لڑکی کو خفیہ طور پر عیسائی کر لیا۔ چنانچہ ایک دن لڑکی نے اپنے ماں باپ کو صاف صاف بتا دیا کہ اسے اصطباغ مل چکا ہے ماں باپ یہ خبر سن کر بے حد ناراض ہوئے اور چاہا کہ لڑکی کو پھر مسلمان کر لیں مگر وہ نہ مانی۔ اس لڑکی نے یولوجیوس اور اس کی بہن انوالا سے اپنا حال کہہ کر پناہ چاہی۔

ڈوزی لکھتا ہے، یولوجیوس نے اس لڑکی کو بہت اطمینان دلایا کہ ہم تمہارے پوشیدہ رہنے کا انتظام اسی دن کر دیں گے جس دن تم اپنے ماں باپ کے گھر سے نکل کر بھاگو گی۔ (عبرت نامہ اندلس، صفحہ ۵۰۵)

کچھ دنوں کے بعد لکرتیتا فرار ہو کر یولوجیوس کے پاس پہنچ گئی لیکن کسی عیسائی نے قاضی کے پاس یہ اطلاع کر دی کہ جس لڑکی کی تلاش کی جا رہی ہے وہ اس وقت یولوجیوس کے گھر میں اس کی بہن انوالا کے پاس ہے۔ قاضی نے فوراً اس کی گرفتاری کا حکم دیا۔ چنانچہ لڑکی جس مکان میں ٹھہری ہوئی تھی اسے گھیرے میں لے لیا گیا اور لکرتیتا کے ساتھ یولوجیوس کو بھی اسی مکان سے گرفتار کر لیا۔

جب قاضی کے سامنے یولوجیوس نے لکرتیتا کو مسلمان سے عیسائی بنانے کا جرم قبول کر لیا تو قاضی نے اس کیلئے تازیانے کی سزا تجویز کی کیونکہ اس جرم کی سزا سزائے موت نہ تھی۔

یولوجیوس نے فیصلہ کیا کہ قاضی کے تازیانے کی سزا، اس کیلئے بے عزت کرنے والی سزا ہے اس نے اپنا ارادہ مضبوط کیا اور اس ارادے کی وجہ ہمت نہ تھی بلکہ غرور تھا کیونکہ اس کو وہ شوقِ شہادت نہ تھا جو اس نے اپنے متعدد شاگردوں کے دلوں میں پیدا کیا تھا بلکہ یولوجیوس ایسے گروہ کا سرغنہ تھا جو مسلمانوں کے مقابلے میں قوت اور اختیارات حاصل کرنا چاہتے تھے۔

غرض یہ کہ یولوجیوس نے فیصلہ کر لیا کہ تازیانے کی بے عزت کرنے والی سزا برداشت کرنے سے بہتر ہو گا کہ مسیحی شہیدوں میں نام لکھوا لوں چنانچہ اس نے قاضی کو فوراً پکار کر کہا کہ "قاضی اپنی تلوار تیز کر، میری روح کو اس کے خالق کے پاس روانہ کر اس خیال میں نہ رہے کہ تو میری کھال کوڑوں سے اُدھیڑ دے گا"۔ اتنا کہہ کر اس پادری نے مسلمانوں کے پیغمبر کی نسبت نہایت سخت بے ادبی کے الفاظ کی بوچھاڑ کر دی۔ یولوجیوس کو اس کے کئے کی سزا ملی اور اسے فوراً مقتل کی جانب روانہ کر دیا گیا۔

یولوجیوس کا قتل

یولوجیوس کو جب مقتل میں پہنچایا تو ایک خواجہ سرا نے اس کے ایک گال پر زوردار طمانچہ رسید کیا یولوجیوس نے مسیحی تعلیمات کے مطابق اپنا دوسرا گال بھی سامنے کر دیا خواجہ سرا نے دوسرا طمانچہ رسید کیا۔ اس کے بعد جلّاد نے اسے ھاویہ رسید کیا اور روئے زمین اس کے ناپاک وجود سے پاک ہو گئی اور یہ تحریک وہیں پر ختم ہو گئی۔

عزیزان گرامی! آج یولوجیوس کی پر تشدد تحریک ایک مرتبہ پھر جنم لے چکی ہے لیکن اس کی رہنمائی اب یولوجیوس نہیں کر رہا بلکہ اس تحریک کی پشت پناہی مکار یہودی کر رہا ہے ناروے اور ڈنمارک سے اس تحریک کا از سر نو آغاز ہوا اور دیکھتے ہی دیکھتے یہ تحریک پورے یورپ کی تحریک بن گئی آزادی اظہار صحافت کی آڑ لے کر یہود و نصاریٰ نے ایک مرتبہ پھر ناموسِ رسالت پر حملے کی جسارت کی ہے لیکن ۔

چاند روشن ہے مگر اتنا منور تو نہیں
آپ کے نقش کف پا کے برابر تو نہیں
آپ کی عظمت و ناموس پہ کٹ جائیں گے
جان پیاری ہے مگر آپ ﷺ سے بڑھ کر تو نہیں

لحم خنزیر کھانے اور ام الخبائث پینے والے مکار فرنگی، صیہونی یہ سمجھ بیٹھے تھے کہ پیہم غلامی اور فرنگی تہذیب کے مسلسل کاری حملوں سے ملتِ اسلامیہ پر موت کا سکوت طاری ہے اس کی ایمانی نبضیں ڈوب چکی ہیں اس کے قلب کی اسلامی دھڑکنیں خاموش ہو گئیں ہیں۔ اس کے ماتھے کی حدت، ٹھنڈک میں بدل گئی ہے انہوں نے مسلمانوں کا آخری ٹیسٹ لینا چاہا تاکہ اس کے بعد اسے سپردِ خاک کر دیا جائے انہوں نے پھر ایک مرتبہ تحریک شاتم رسول کا آغاز کر دیا۔

لیکن مکار فرنگی یہ بھول گیا کہ عہد رسالت سے لے کر آج تک شاتم رسول کی سزا صرف اور صرف موت ہے۔

وہ یہودیوں کا سرخیل کعب بن اشرف ہو ـــــ یا ـــــ عیسائیوں کا سرغنہ یولوجیوس ہو

یا ـــــ کرک کا حاکم ریجنالڈ ہو ـــــ یا ـــــ ہندوؤں کا چھیتا راجپال۔

ملتِ اسلامیہ کے غیور فرزندوں نے انہیں ہمیشہ ذِلت کی موت سے ہمکنار کیا ہے۔

تاریخ گواہ ہے راجپال نے ناموسِ رسالت پر حملہ کیا تو ملتِ اسلامیہ کے غیور فرزند غازی علم الدین شہید نے اسے کعب بن اشرف کے پاس پہنچادیا ـــــ رام گوپال نے سرورِ دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ناموس پر حملہ کیا تو غازی مرید حسین اس پر لپکا اور اسے جہنم رسید کیا ـــــ سوامی شردھانند نے ہذیان بکا تو ملتِ اسلامیہ کے شیر غازی عبد الرشید نے اسے چیر پھاڑ کر رکھ دیا ـــــ نتھورام نے دریدہ دہنی کی تو غازی عبد القیوم نے اسے جہنم واصل کر دیا ـــــ چنچل سنگھ نے بکواس کی تو غازی عبد اللہ نے ایک ہی وار میں اسے جہنم کے شعلوں کی نذر کر دیا ـــــ پالا مل نے اپنا تعفن زدہ منہ کھولا تو غازی محمد صدیق نے اسے موت کا رقص کرایا ـــــ بھیشو نے ہرزہ سرائی کی تو غازی عبد المنان نے اسے موت کے گھاٹ اُتارا ـــــ چرن داس نے جب اپنے غلیظ منہ سے غلاظت اُگلی تو غازی میاں محمد نے اس کے وجود کو اُدھیڑ دیا ـــــ جب ویدا سنگھ نے زہر میں ڈوبی ہوئی اپنی بچھو نما زبان کھولی تو غازی احمد دین نے اسے قتل کر کے ملتِ اسلامیہ کے کلیجے کو ٹھنڈک پہنچائی۔

ان وفا کے پیکروں نے ـــــ عشقِ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے سرشار عاشقانِ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ـــــ اپنے اسلاف کے جانشینوں نے، اپنے صحابہ کرام اور قرونِ اولیٰ کے فنا فی الرسول مجاہدین کو مخاطب کر کے کہہ دیا کہ ہم آپ سے شرمندہ نہیں ہم نے غلامی کا طوق، ہاتھوں میں ہتھکڑیاں اور پاؤں میں بیڑیاں پہننے کے باوجود گستاخانِ رسول سے وہی سلوک کیا جو اپنے عہد میں تم کیا کرتے تھے ہم نے اس کسمپرسی کے عالم میں بھی اپنے آقا سے بے وفائی نہیں کی۔

گستاخِ رسول یہودی کعب بن اشرف کا قتل

یہ اسوقت کا ذکر ہے کہ جب سرکارِ دوعالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مدینے تشریف لے گئے مدینے میں اس وقت مسلمانوں کے علاوہ یہودیوں کی بڑی تعداد رہا کرتی تھی۔

اگرچہ ہر یہودی کے دل میں اسلام دشمنی کے جذبات شعلہ زن تھے لیکن کعب بن اشرف کی اسلام دشمنی کا انداز بڑا گھناؤنا اور گھٹیا تھا یہ خاندانی طور پر یہودی نہیں تھا اس کا باپ ایک اعرابی تھا جس کا تعلق بنی نبہان قبیلہ سے تھا۔ اس نے اپنے قبیلے کے کسی شخص کو قتل کر دیا تھا اور جان بچانے کیلئے یثرب چلا آیا اور بنی نضیر کا حلیف بن گیا اس نے وہاں بڑی دولت کمائی۔ بنو نضیر کے قبیلہ کے سردار ابو لحقیق کی لڑکی عقیلہ سے شادی کر لی اس کے بطن سے یہ کعب نامی لڑکا پیدا ہوا بڑا قد آور تھا اس کی توند بڑھی ہوئی تھی اس کا سر نمایاں طور پر بڑھا ہوا تھا۔ جسمانی وجاہت کے علاوہ بڑا فصیح اللسان، قادر الکلام شاعر تھا دولت وثروت کی کثرت کے باعث حجاز میں بسنے والے سارے یہودیوں کا وہ سردار بن گیا تھا۔

رسولِ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ہجو میں یہ بدبخت اشعار کہا کرتا تھا۔ قصائد لکھا کرتا تھا اور کفارِ قریش کو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ جنگ کیلئے بھڑکاتا رہتا تھا۔

غزوۂ بدر میں لشکرِ اسلام کی فتح مبین کی خوشخبری لے کر جب حضرت زید بن حارثہ اور عبداللہ بن رواحہ مدینہ طیبہ تشریف لے آئے اور انہوں نے برملا یہ اعلان کیا کہ کفارِ مکہ کے فلاں فلاں رئیس کو موت کے گھاٹ اُتار دیا گیا ہے اور فلاں فلاں سردار کو جنگی قیدی بنا لیا گیا ہے تو اس بدبخت کو یارائے ضبط نہ رہا کہنے لگا یہ سفید جھوٹ ہے۔ اگر جزیرہ عرب کے یہ سردار واقعی قتل کر دیے گئے ہیں جن کا نام یہ دونوں اشخاص لے رہے ہیں وہ لوگ تو عرب کے اشراف اور لوگوں کے سردار تھے۔ قسم بخدا! زمین کی پشت پر زندہ رہنے سے تو یہ بہتر ہے کہ ہمیں زمین کے شکم میں دفن کر دیا جائے۔ لیکن جب اس نے اپنی آنکھوں سے قریشی سرداروں کو جنگی قیدیوں کی طرح رسیوں میں جکڑا ہوا دیکھ لیا اور سترکبر کفار کی ہلاکت کی تصدیق ہوگئی تو پھر یہ یثرب سے چل کر قریش مکہ کے پاس آیا اور ان کے مقتولوں پر رونا چلانا شروع کر دیا اس نے ان کے آتش انتقام کو خوب بھڑکایا اور اپنے مقتولوں کا بدلہ لینے کیلئے آمادۂ جنگ کر دیا۔ عبد المطلب بن ابی دواعہ الاسہمی کے پاس جا کر ٹھہر گیا اس کی بیوی عاتکہ بھی اپنے خاوند کے پاس موجود تھی اس نے کعب کی بڑی خاطر تواضع کی وہاں اثنائے قیام بھی اس نے ہجو یہ اشعار سنانے شروع کئے۔

جب اس کی اس کارستانی کی اطلاع حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ملی تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے دربارِ نبوت کے شاعر حضرت حسان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اس کا جواب دینے کا حکم دیا ان میں سے دو شعر ملاحظہ فرمایئے:۔

ولقد شفی الرحمٰن منا سدا　　واھان قوما قاتلوہ وصرعوا

"اور خداوندِ رحمٰن نے ہمارے آقا کے دل کو مطمئن کر دیا اور ان لوگوں کو ذلیل ورسوا کر دیا

جنہوں نے ان کے ساتھ جنگ کی اور وہ پچھاڑے گئے۔

ونجاو افلت منھم من قبلہ　　شغف یظل لخوفہ یتصدع

"اور ان میں سے جو شخص بھاگ کر بچ نکلا اس کے دل میں آگ بھڑک رہی ہے

اور اس کا دل (ہمارے آقا کے) خوف سے پھٹا جا رہا ہے۔"

حضرت حسان کے اشعار بجلی بن کر اس پر گرے اس کو جواب دینے کی بھی سکت نہ رہی اور اسے مکہ سے خائب وخاسر ہو کر مدینہ واپس آنا پڑا۔

یہاں آ کر اس کی فطرتِ بد نے ایک نیا رُخ اختیار کیا۔ جو غیور مسلمانوں کیلئے نا قابلِ برداشت تھا اس نے صحابہ کرام کی عصمت شعار بیویوں کا نام لے کر اپنے اشعار میں ان کا ذکر شروع کر دیا ان سے اپنے عشق ومحبت کے فرضی افسانے نظم کر کے لوگوں کو سنانے شروع کر دیئے اسے بار بار منع کیا گیا کہ وہ ایسا کرنے سے باز آ جائے لیکن اس نے ذرا پرواہ نہ کی۔۔۔۔ اور پھر پیمانہ صبر چھلک پڑا۔

آقائے دوجہاں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا، ہمیں اشرف کے بیٹے کعب کے شر سے کون بچائے گا؟ حضرت محمد بن مسلمہ اوسی نے کھڑے ہو کر عرض کی:

انا اتکفل لک بہ یارسول اللہ

اے اللہ کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم! اس خبیث کو موت کے گھاٹ اُتارنے کی ذمہ داری میں قبول کرتا ہوں۔"

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا، پھر کر گزرو اگر تم اس پر قدرت رکھتے ہو۔

اس مہم میں محمد بن مسلمہ کے علاوہ حضرت ابو نائلہ، عباد بن بشیر، حارث بن اوس بھی شامل تھے یہ جانباز جب اس مہم کو سر کرنے کیلئے روانہ ہونے لگے تو آقائے دوجہاں احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ان چاروں صحابہ کو الوداع کہنے کیلئے بقیع شریف تک تشریف لائے۔ پھر انہیں روانہ کرتے ہوئے فرمایا، اے اللہ! ان کی مدد فرما۔

پھر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنے کاشانہ اقدس پر واپس تشریف لے آئے رات کا وقت تھا اور چاندنی رات تھی چاروں کعب کے قلعے پر پہنچے۔ سب سے پہلے ابو نائلہ نے آواز دی پھر دوسرے ساتھیوں نے کعب کا نام لے کر بلایا اس نے سب کی آوازیں پہچانیں اور لحاف پرے پھینک کر اٹھ کھڑا ہوا اس کی ابھی نئی نئی شادی ہوئی تھی اس کی دلہن نے اس کا دامن پکڑ لیا اور کہا کہ تم ایسے شخص ہو جو لوگوں سے جنگ آزمار رہتا ہے ایسے آدمی کو اس وقت باہر نہیں جانا چاہیے۔ کعب نے اپنی دلہن کو کہا کہ یہ کوئی اجنبی نہیں ہیں بلکہ ابو نائلہ سے میرا گہرا یارانہ ہے دلہن نے کہا بخدا مجھے اس کی آواز سے شر کی بو آرہی ہے۔

کعب نے اسے تسلی دی کہ ان چاروں میں سے ایک میرا رضائی بھتیجا ہے اور ایک میرا رضاعی بھائی ہے چنانچہ دامن چھڑا کر نیچے چلا آیا۔ کچھ دیر آپس میں گپ شپ ہوتی رہی۔ آخر میں انہوں نے کہا کہ اے ابن اشرف! آؤ یار "شعب العجوز" (ایک جگہ کا نام) تک چلیں چاندنی رات ہے کچھ دیر وہاں بیٹھیں گے اور کچھ باتیں کریں گے اس نے کہا اگر تمہاری یہ مرضی ہے تو میں تیار ہوں کچھ وقت وہ چلتے رہے اور ابو نائلہ نے اپنا ہاتھ اس کے سر کے بالوں میں ڈالا۔ پھر نکال کر سونگھا اور کہا میں نے آج تک ایسا خوشبودار عطر نہیں سونگھا۔ یہ سن کر وہ دشمن خدا پھول گیا اور کہنے لگا، ایسا کیوں نہ ہو جبکہ میری بیوی عرب کی تمام عورتوں سے زیادہ معطر رہتی ہے اور حسن وجمال میں سب سے بالا ہے۔

دو تین مرتبہ ابو نائلہ نے ایسا ہی کیا یہاں تک کہ کعب کو اطمینان ہو گیا کہ خطرے کی کوئی بات نہیں آخر میں اس نے کعب کے بالوں میں ہاتھ ڈالا تو انہیں مضبوطی سے پکڑ لیا اور اپنے ساتھیوں سے کہا:

اضربو عدو اللہ

"اللہ کے دشمن کو پرزے پرزے کر دو۔"

سب نے یکبارگی اپنی تلواروں سے اس پر حملہ کر دیا اس نے بڑی خوفناک چیخ ماری جو اس کی بیوی نے سن لی اس نے چلا کر کہا اے قریظہ! اے نضیر! کے لوگوں مدد کو پہنچو! چشم زدن میں ان کے جتنے قلعے تھے ان کی مخصوص بلند جگہ آگ روشن کر دی گئی یہ گویا خطرہ کا اعلان تھا۔

اسلام کے فدائیوں نے اس موذی کا سر تن سے جدا کیا اور ایک توبرے میں ڈال لیا اتنے میں یہودی ہر طرف سے اکٹھے ہو گئے تھے ان حضرات نے عام راستہ چھوڑ کر غیر معروف راستہ اختیار کیا۔ اور جب بقیع الغرقد کے پاس پہنچے تو انہوں نے فلک شگاف نعرۂ تکبیر بلند کیا۔ حضور نے جان لیا کہ یہ جانثار اس بدبخت دشمن اسلام کو قتل کر آئے ہیں پھر وہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور سارا ماجرا عرض کیا۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:

افلحت الوجوه

"خدا ان مجاہدوں کو سرخرو کرے۔"

انہوں نے عرض کی:

ووجهك يا رسول الله ﷺ

"اے اللہ کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم! آپ کے رُخ انور کو بھی اللہ تعالیٰ سرخرو کرے۔"

پھر انہوں نے کعب کا سر توبرے سے نکال کر سرکار کے قدموں میں ڈال دیا حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان کی اس کامیابی پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا۔

(حوالہ کیلئے دیکھئے:۔ ضیاء النبی از پیر محمد کرم شاہ الازہری، جلد سوم، صفحہ ۴۴۱ سے ۴۴۸،

شرح سیرت ابن ہشام ترجمہ الروض الانف از عبد الرحمٰن بن عبد اللہ سہیلی، جلد سوم، صفحہ ۴۰۰ سے ۴۰۸)

ناموسِ رسالت اور آزادیِ صحافت

آج جب ناموسِ رسالت پر حملہ کر کے اسے آزادی صحافت کے نام سے تعبیر کیا جارہا ہے، لیکن جب دوسری جنگِ عظیم میں یہودیوں نے مرنے والے یہودیوں کی یادگار کے طور پر ایک ہولوکاسٹ میوزیم بنایا، اس میوزیم اور دنیا بھر کے میڈیا کے ذریعے انہوں نے یہ شدید ترین پروپیگنڈہ کیا کہ اس جنگ میں مغرب نے ساٹھ لاکھ یہودیوں کو مارا تھا، فلمیں بنیں، کتابیں لکھی گئیں، مضمون سے لے کر پمفلٹ تک شائع ہوئے اور پورے یورپ کو مطعون کیا گیا ان کے عوام اور رہنماؤں کو قصابوں سے تعبیر کیا گیا۔

ہولوکاسٹ کے مرنے والے یہودیوں کو اس قدر مقدس درجہ حاصل تھا کہ ان کے خلاف بات کرنے والا، ان کی چالاکیوں، نمک حرامیوں اور اپنے ہی ملک سے غداری کے بارے میں گفتگو کرنے والے کو نفرت پھیلانے والا قرار دیکر قابلِ تعزیر بنادیا گیا۔ وہ لوگ جنہوں نے یورپ امریکہ اور کینیڈا میں ان یہودیوں کی مکاریوں کا پردہ چاک کرنے کی کوشش کی ان کا جو حشر ہوا وہ ایک لمبی داستان ہے یہاں صرف چند ایک کا ذکر ملاحظہ فرمایئے جنہوں نے صرف اتنا زبان سے یا قلم سے نکالا کہ یہودیوں نے جو ساٹھ لاکھ تعداد بتائی ہے وہ غلط ہے بلکہ مرنے والوں کی تعداد تو چند لاکھ سے بھی زیادہ نہیں۔ بعض نے تو صرف اس طرف اشارہ ہی کیا تھا ان سب کو نفرت پھیلانے کے جرم میں سزائیں بھگتنا پڑیں۔ زنڈل کو پریس میں سب سے پہلے ذلت و رُسوائی کا سامنا کرنا پڑا اور پھر ان کو عدالتوں میں گھسیٹا گیا ان کی جائیدادیں ضبط کرلی گئیں اور انہیں معاشرے میں نفرت پھیلانے کے جرم میں دربدر ہونا پڑا ان کا جرم صرف یہ تھا کہ ثابت کیا جائے کہاں کہاں ساٹھ لاکھ یہودی مرے تھے۔ ان میں سے دو ارنسٹ زنڈل اور گریمر روڈلف امریکہ چلے گئے لیکن کچھ عرصے بعد ان دونوں کو امریکہ نے اپنے ملک سے نکال کر جرمنی کے حوالے کردیا جہاں وہ آج کل نفرت پھیلانے کے جرم میں مقدمے کا سامنا کر رہے ہیں۔

آسٹریا وہ ملک ہے جہاں اسی ہولوکاسٹ کے خلاف بات کرنا جرم ہے وہاں ان کے مشہور صحافی ڈیوڈ ارونگ کو گزشتہ گرفتار کرلیا گیا کیونکہ وہ اپنی تحریر سے اس پروپیگنڈے کو غلط ثابت کر رہا تھا۔

بیلجیئم (Belgium) کا ایک اور لکھنے والا سیک فرائڈر بیک ایسی ہی تحریریں لکھتا تھا کہ اسے ہالینڈ کی حکومت نے گرفتار کیا اور آج کل وہ جرمن کی عدالت میں پیش ہونے کیلئے ہالینڈ بدری کا انتظار کر رہا ہے وہ جرمن شہری بھی نہیں لیکن اس کے عالمی وارنٹ جرمن عدالت نے جاری کئے ہیں۔ صرف قانونی کاروائی کی بات نہیں۔ ۱۹ / ستمبر ۲۰۰۵ء کو بیلجیئم کے ایسے ہی ایک لکھنے والے ویشنٹر یونارڈ کے گھر میں پولیس گھس گئی پورے گھر کو توڑ پھوڑ دیا اسے گرفتار کرلیا گیا اور کہا گیا کہ اسے تب رہا کیا جائے گا اگر وہ پاگلوں کے ڈاکٹر سے اپنا معائنہ کروائے اور یہودیوں کے ہولوکاسٹ کے خلاف لکھنا اور بولنا بند کردے۔ یہ سب تو ان ممالک میں ہوا ہے جو آج سرورِ دوعالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے توہین آمیز کارٹون چھاپنے پر پریس کی آزادی کا بہانہ بناتے ہوئے کاروائی سے

انکار کر رہے ہیں لیکن اس دنیا کے چہرے پر ایک اور طمانچے کا ذکر ملاحظہ فرمایئے۔ ۱۹/ جون ۲۰۰۴ء کو اسرائیل کیبنیٹ یعنی پارلیمنٹ نے حکومت کو یہ اختیار دیا ہے کہ وہ دنیا میں کہیں بھی کسی بھی جگہ کوئی شخص اگر ساٹھ لاکھ کی تعداد کو کم بتانے کی کوشش کرے اس پر مقدمہ چلا سکتی ہے اور اس ملک سے اسے نفرت پھیلانے کے جرم میں Hate Criminal کے طور پر مانگ سکتی ہے۔ گرفتار کر سکتی ہے، سزا دے سکتی ہے، یعنی اس کو لکھنے والے جرمنی، آسٹریا کی عدالتوں میں مقدموں کا سامنا کر رہے ہیں وہ کل اسرائیل کی درخواست پر اس کی جیل میں ہوں گے۔ (ماخوذ از اوریا جان مقبول کے کالم "آبروئے ما زنام مصطفےٰ است" جنگ اخبار بروز جمعہ ۱۸/ محرم الحرام۔ ۱۷/ فروری ۲۰۰۶ء)

عزیزان گرامی! غور کیجئے!

صرف جنگ میں اپنے ہی ملک سے غداری کے جرم میں اور اپنی عیاریوں کی وجہ سے سزا پانے والے یہودی اتنے مقدس ہیں کہ ان کی تعداد کم کرنے پر نفرت پھیلتی ہے تو وہ قوم جس کا سرمایہ افتخار ہی عشق رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے۔۔۔۔ جس کا مان ہی عشق رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے۔۔۔۔ جس کا فخر ہی محبتِ رسول ہے۔۔۔۔ جو قوم اپنے آقا سے والہانہ عقیدت رکھتی ہے۔۔۔۔ جو قوم اپنے آقا کے ناموس پر اپنی جان قربان کر سکتی ہے۔۔۔۔ جس قوم کے نوجوان یہ کہہ کر پھانسی کے پھندوں کو چوم لیں کہ یہ تو ممکن ہے کہ میرا جسم تیروں سے چھلنی کر دیا جائے لیکن میرے محبوب آقا کے پاؤں مبارک میں کوئی کانٹا بھی چبھے۔۔۔۔ جس قوم کی مائیں یہ کہہ کر اپنے بیٹوں کو راجپال و گوپال کو جہنم واصل کرنے کیلئے بھیجتی ہوں کہ اگر ناکام آیا تو اپنا دودھ نہیں بخشوں گی۔۔۔۔ جو قوم اپنے جان ومال، آبرو، اولاد ووالدین سے زیادہ اپنے آقا کو چاہتی ہو، کیا اس کی توہین، نفرت پھیلانے کے جرم میں نہیں آتی؟

کاش! آج مسلم ممالک کی پارلیمنٹس سڑک پر نکلنے سے پہلے اسرائیل کی طرح یہ بل منظور کریں کہ توہین رسالت کا مجرم خواہ امریکہ میں ہو یا ڈنمارک میں اسے ہمارے حوالہ کیا جائے۔ لیکن اس بل کو پارلیمنٹ میں پیش کرنے کیلئے جس غیرت، ہمت، جرأت اور عشق رسول کی ضرورت ہے وہ مسلم حکمرانوں میں ناپید ہو چکا ہے۔

اے مسلم حکمرانو! اگر یہ اساس نہ رہی تو تم بھی فنا ہو جاؤ گے۔۔۔۔ تمہاری داستان بھی نہ ہوگی داستانوں میں۔۔۔۔ یہ ظلم کے خوگر گدھ تم سے سب کچھ تو چھین چکے اب تم سے عشق رسول کی دولت بھی ہتھیا لینا چاہتے ہیں۔

سلطان صلاح الدین ایوبی اور ریجی نالڈ

ریجینالڈ ایک جابر وسفاک اور خوں آشام صلیبی تھا۔ اس نے کرک کے حاکم ہمفری کی موت کے بعد اس کی ادھیڑ عمر بیوہ اسٹیفانیہ (Stephania) سے شادی کرلی تھی اور اس طرح یہ بحیرہ مردار (Dead Sea) کے تمام قلعوں کا مالک بن بیٹھا اور اقتدار حاصل کرنے کے بعد مسلمانوں کے خلاف اپنی انتقامی مہم کا آغاز کردیا۔ یہ وہ مردود انسان تھا جس نے (امریکہ کے منحوس صدارتی اُمیدوار بارک اوباما کی طرح) خانہ کعبہ اور روضہ رسول کو صفحہ ہستی مٹانے کی قسم کھائی تھی۔

جب صلاح الدین ایوبی تک اس کے یہ الفاظ پہنچے تو صلاح الدین ایوبی نے قسم کھائی کہ میں اس شاتم رسول کو اپنے ہاتھوں سے قتل کروں گا۔

پھر کچھ دنوں کے بعد سلطان صلاح الدین ایوبی کو یہ خبر ملی کہ بدبخت ریجینالڈ عرب پر حملہ کرنے کیلئے اپنے علاقے سے نکل گیا ہے۔

یہ خبر سنتے ہی صلاح الدین ایوبی پر سکتہ طاری ہو گیا سلطان فوراً دمشق سے مصر کی طرف روانہ ہوئے اور بحری بیڑے کے سربراہ لولو کو طلب کیا اور مختصر طور پر والی کرک ریجینالڈ کے شیطانی عزائم کا ذکر کرتے ہوئے کہا میں نے اپنے دشمنوں کو بھی معاف کیا جو میرے خون کے پیاسے رہے ہیں لیکن ریجینالڈ کو اپنے ہاتھوں سے قتل کرنا میرا فرض عین ہے تم اس بات سے میری نفرتوں کا اندازہ لگا سکتے ہو۔ اس فتنہ گر کو روکو چاہے اس مزاحمت میں پورا سمندر انسانی خون سے سرخ ہو جائے بس میری زندگی میں اس کے ناپاک قدم مقاماتِ مقدسہ تک نہ پہنچنے پائیں ورنہ بروزِ حشر ہم سب کیلئے شرمندگی کے سوا کچھ نہیں ہو گا۔

امیر البحر لولو نے جب خبیث ریجینالڈ کا منصوبہ سنا تو چہرے پر نفرت وغضب کا رنگ ابھر آیا شیروں کی طرح دھاڑتے ہوئے کہا کہ اگر حق تعالیٰ کی تائید ونصرت ہمارے ساتھ رہی تو سلطان محترم بہت جلد سمندر کی تاریخ بدلتے ہوئے دیکھیں گے۔

سلطان نے ساحل سمندر پر امیر البحر لولو کو رخصت کیا۔

دوسری طرف ریجینالڈ نے اپنا سفر تیز رفتاری کے ساتھ شروع کر رکھا تھا اور راستے میں اسے تین چار جہاز حاجیوں کے ملے جو حج کرکے واپس جا رہے تھے۔ ریجینالڈ نے ان تمام حاجیوں کو ایک ایک کرکے ذبح کر ڈالا بچے بوڑھے خواتین کسی کو نہ چھوڑا قتل کرکے ان کی لاشیں سمندر میں پھینک دیں اور جہاز اپنے قبضے میں لے لئے۔

امیر البحر لولو ریجینالڈ سے پہلے الحورا کی بندرگاہ پر پہنچ چکا تھا پھر جب ریجینالڈ کا بحری بیڑا الحورا کے قریب پہنچا تو دیکھنے والوں نے دیکھا کہ غلامانِ مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کمانوں سے نکلے ہوئے تیروں کی طرح صلیبیوں کے تعاقب میں آگے بڑھے اور ریجینالڈ کے سپاہی جو سمندر کو چھوڑ کر غاروں میں پناہ لے چکے تھے "ربوغ" کی گھاٹیوں میں گھیر لیا۔ پھر تھوڑی دیر میں پوری گھاٹی صلیبیوں کی چیخوں سے گونج اُٹھی مسلمان جانباز پہلے ہی یہ خبر سن کر نفرت اور غضب کی آگ میں جل رہے تھے کہ ریجینالڈ کا بحری بیڑہ مدینہ منورہ پر حملہ کرنے کے ارادہ سے آیا ہے پھر شیطانوں کی یہ جماعت مجاہدین کی تلواروں کی زد میں آگئی تو پھر انہوں نے دشمنوں سے کوئی رعایت نہیں برتی ریجینالڈ کی تمام فوج ذِلت کی موت ماری گئی لیکن ریجینالڈ فرار ہونے میں کامیاب ہو گیا۔

پھر غازیانِ اسلام کا یہ قافلہ عظیم الشان فتح کے بعد اسکندریہ کے ساحل پر پہنچا تو وہاں کے مسلمانوں کا جوش قابلِ دید تھا انہوں نے دور تک اپنے فوجیوں کے راستے میں پھولوں کے انبار لگا دیئے تھے فرطِ جذبات سے ہر شخص سپاہیوں کے ہاتھوں کو بوسہ دے رہا تھا سلطان کو جب کامیابی کی اطلاع ملی تو سلطان نے قاہرہ کی حدود سے نکل کر امیر البحر کا والہانہ استقبال کیا۔

ریجینالڈ کی سفاکی و بربریت کا اندازہ آپ اس کے قول سے لگا سکتے ہیں جو وہ اکثر و بیشتر رقص و سرور کی محفلوں میں کہا کرتا تھا:۔

- بے شک اس رقاصہ کا رقص بہت دلکش ہے مگر میرے نزدیک دنیا کا سب سے زیادہ دلکش رقص وہ ہے جب ایک زخمی مسلمان زمین پر گر کر تڑپتا ہے۔

ریجینالڈ کا یہ قول بھی بہت مشہور تھا:۔

- مجھے شراب پینے سے بھی زیادہ لذت اس وقت حاصل ہوتی ہے جب میں کسی مسلمان کو اپنے ہاتھ سے قتل کرتا ہوں۔ یہی میرا مقدس ترین فریضہ ہے اور یہی میری نجات کا راستہ۔

اپنی اسی بہیمانہ فطرت سے مجبور ہو کر والی کرک نے ریجینالڈ مسلمانوں کے تجارتی قافلے پر حملہ کر دیا اتفاق سے اسی قافلے کے ساتھ سلطان صلاح الدین ایوبی کی بہن بھی محمل میں سفر کر رہی تھی جب قافلے کے مسافروں نے ریجینالڈ سے رحم کی درخواست کی تو اس مردود صلیبی حاکم نے نہایت تحقیر آمیز لہجے میں کہا:

کہ مجھ سے رحم کی بھیک کیوں مانگ رہے ہو ...... ؟

تمہارا ایمان تو محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) پر ہے انہی کو پکارو وہی تمہیں بچائیں گے۔

پھر جب واپسی پر صلاح الدین ایوبی کی بہن نے اپنے بڑے بھائی کو یہ واقعہ سنایا تو سلطان کی حالت غیر ہوگئی، چہرہ غصہ و جلال سے سرخ ہوگیا، ماتھے کی رگیں ابھر آئیں اور پورا جسم کانپنے لگا۔ پھر اس نے آنکھیں بند کرلیں اور رونے لگا دیکھنے والوں کو ایسا محسوس ہوتا تھا جیسے صلاح الدین ایوبی کی قوتِ گویائی سلب ہوگئی ہے۔ پھر جب کچھ دیر کے بعد سلطان کی حالت سنبھلی تو وہ انتہائی رِقت آمیز لہجے میں بولا:

تو نے سچ کہا ریجینالڈ۔۔! ہمارے آقا حضرت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہی ہماری دستگیری فرمائیں گے ہمارے آقا کی نسبت خاص ہی ہمیں بچانے کیلئے کافی ہے اوران شاء اللہ ہمیں یہ نسبت ہی بچائیگی۔ حق تعالیٰ نے مجھے ابھی صرف اسی لئے زندہ رکھا ہوا ہے کہ میں اپنی قسم پوری کرسکوں۔

پھر جب معرکہ حطین ہوا تو اس میں دیگر سالاروں کے ساتھ ریجینالڈ بھی گرفتار ہوکر سلطان کے سامنے حاضر کیا گیا تو صلاح الدین ایوبی نے آگے بڑھ کر ریجینالڈ کے منہ پر تین بار تھوکا پھر اس کو مخاطب کرکے انتہائی غضب ناک لہجے میں کہا، تجھ پر اللہ اور اس کے تمام فرشتوں کی ہزار بار لعنت ہو"۔ یہ الفاظ سلطان نے تین بار دہرائے۔

پورے خیمے پر سکوت مرگ طاری تھا پھر صلاح الدین ایوبی تیزی سے مڑا اور دوسرے جنگی قیدیوں کو مخاطب کرکے بولا، یہ اسوقت میری نظر میں دنیا کا سب سے زیادہ ناپاک اور لعنت زدہ انسان ہے اس نے دوبار حجازِ مقدس کو تباہ کرنے کی قسم کھائی تھی اور ایک بار قافلے کے لوٹے جانے والے مسلمانوں نے رحم کی درخواست کی تھی تو اس مردود نے کہا تھا کہ اب تمہیں محمد (ﷺ) ہی آکر بچائیں گے۔ یہ واقعہ سن کر میں نے بھی دوبار قسم کھائی تھی کہ اگر حق تعالیٰ نے مجھے اس ملعون کے جسم پر تصرف بخشا تو میں اسے اپنے ہاتھوں سے قتل کروں گا۔۔۔۔ سو خالقِ کائنات نے مجھے میری قسم پوری کرنے کی توفیق عطا فرمائی اور اس شیطان کے ارادے کو خاک میں ملادیا۔ یہ کہہ کر صلاح الدین ایوبی نے اپنی شمشیر بے نیام کی۔ موت کے خوف سے ریجینالڈ کا چہرہ زرد ہوگیا تھا اور اس کا پورا جسم اس کمزور شاخ کی مانند لرز رہا تھا جو آندھی کی زد پر ہو۔ پھر دیکھتے ہی دیکھتے ریجینالڈ سلطان کے قدموں میں گرپڑا اور اپنے گناہ کی معافی مانگنے لگا۔

اگر میں تجھے معاف کر دوں تو میری قسم کا کیا ہو گا۔۔۔؟ ریجینالڈ کی معافی کی درخواست کے جواب میں سلطان صلاح الدین ایوبی نے انتہائی نفرت آمیز لہجے میں کہا، تیرا گناہ وہ گناہ ہے جس کی کوئی معافی نہیں اور میری قسم وہ قسم ہے جس کا کوئی کفارہ نہیں۔ یہ کہہ کر صلاح الدین ایوبی نے اپنے سپاہیوں کو حکم دیا کہ ریجینالڈ کی زنجیریں کھول دی جائیں والیٔ کرک کا آخری وقت آ چکا تھا۔ مرنے سے پہلے ریجینالڈ نے ہر طریقے سے زندگی کی بھیک مانگ لی مگر صلاح الدین ایوبی نے اپنی قسم پوری کی اور تلوار اٹھانے سے پہلے شاتمِ رسول کو مخاطب کرتے ہوئے کہا، میری خواہش تو یہ تھی کہ تیرے جسم کے ایک ایک حصے کو الگ کروں اور تجھے تڑپا تڑپا کر کئی مہینوں میں تیرے انجام تک پہنچاؤں۔ مگر میرے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جو رحمت اللعالمین ہیں ان کی ایک حدیثِ مبارکہ ہے کہ کسی پاگل کتے کے جسم کے بھی ٹکڑے نہ کرواے ایک ہی وار میں قتل کر دو۔ بس میرے آقا کا صدقہ ہے کہ تو اذیت ناک موت سے بچ گیا۔ پھر دیکھنے والوں نے دیکھا کہ سلطان کی شمشیر فضا میں بلند ہوئی اور دوسرے ہی لمحے ریجینالڈ کی کٹی ہوئی گردن زمین پر پڑی تھی اور جسم تڑپ رہا تھا پھر جب والیٔ کرک کی لاش ٹھنڈی ہو گئی تو سلطان نے اپنے سپاہیوں کو حکم دیا کہ اس شیطان کی لاش کھلے میدان میں پھینک دو۔ (ماخوذ از فاتح اعظم سلطان صلاح الدین ایوبی از خان آصف)

عشقِ رسول اور ناموسِ رسالت کے چند درخشاں واقعات

صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے جس طرح ناموسِ رسالت کا دفاع کیا ہے دنیا کا کوئی مذہب ایسی مثال پیش کرنے سے عاجز ہے ہم یہاں ان روشن واقعات میں سے چند ایک کا تذکرہ کر رہے ہیں۔ یہ واقعات قاضی عیاض مالکی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنی شہرہ آفاق کتاب، کتاب الشفاء جلد اوّل میں نقل کیے ہیں۔

ابن خطل اور اس کی باندیوں کا قتل

غلافِ کعبہ سے لپٹے ہوئے توہین رسول کے مرتکب مرتد کو مسجد حرام میں قتل کرنے کا حکم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے دیا۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ فتح مکہ کے دن رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مکہ مکرمہ میں تشریف فرما تھے کسی نے حضور سے کہا کہ یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم (آپ کی شانِ اقدس میں توہین کرنے والا) کعبہ کے پردوں میں لپٹا ہوا ہے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: "اقتلوہ" اسے قتل کردو۔ فتح مکہ کے موقع (جبکہ عام معافی کا اعلان تھا) حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ابن خطل اور اس کی باندیوں کے قتل کا حکم دیا کیونکہ اس دشمن رسول کی باندیاں گانے کے دوران ایسے اشعار گاتی تھیں جس سے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی توہین ہوتی تھی۔

عقبہ بن ابی معیط کا قتل

حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ جب عقبہ بن ابی معیط نے قتل سے پہلے پکار کر کفارِ قریش سے فریاد کی کہ تم لوگوں کے ہوتے ہوئے جبراً قتل کیا جارہا ہوں تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا، تیرے قتل کی وجہ سے تیری بدزبانی اور وہ کذب وافتراء ہیں جو اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے متعلق تو کیا کرتا تھا۔

حضرت زبیر اور ایک شاتم رسول

جناب عبدالرزاق نے ذکر کیا ہے کہ ایک شخص نے سرورِ دوعالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ میں گستاخی کی حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا، کون غیور ہے جو اس دریدہ دہن گستاخ کو اس کی حرکت کا مزہ چکھائے؟ حضرت زبیر نے عرض کی میری خدمات اس کام کیلئے حاضر ہیں۔ اس مردِ مجاہد نے اس گستاخ کو گستاخی کی سزا دی۔

سیف اللہ اور ایک دشمنِ رسول

انہی واقعات میں سے ہے کہ ایک عورت جو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو سب و شتم کا نشانہ بنایا کرتی تھی آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا، کون ہے جو مجھے اس کی اذیت سے بچائے؟ جناب خالد بن ولید کی غیرت جوش میں آئی اور آپ نے اس خبیثہ کو قتل کر دیا۔

شاتم رسول اور نابینا صحابی کی غیرت

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک نابینا کی باندی اُم ولد تھی وہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو برا کہتی تھی اور آپ کو سب و شتم کرتی تھی وہ نابینا صحابی اس کو منع کرتے رہتے تھے اور وہ باز نہیں آتی تھی ایک رات جب وہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو سب و شتم کر رہی تھی انہوں نے (غیرتِ ایمانی کا مظاہرہ کرتے ہوئے) گیتی لے کر اس کو اس کے پیٹ پر رکھ کر دبایا حتیٰ کہ اسے قتل کر دیا۔

صبح کو لوگوں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ میں اس واقعہ کا ذکر کیا۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے سب لوگوں کو جمع کر کے فرمایا جس شخص نے بھی یہ کام کیا ہے وہ کھڑا ہو جائے وہ نابینا صحابی لوگوں کو پھلانگتے ہوئے آئے اور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سامنے آکر بیٹھ گئے اور کہا یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم! میں اس باندی کا مالک ہوں وہ آپ کو سب و شتم کرتی تھی اور برا کہتی تھی میں اس کو منع کرتا تھا لیکن وہ باز نہیں آتی تھی۔ اور اس سے موتیوں کی مانند میرے دو بچے بھی ہوئے اور وہ میری رفیقہ بھی تھی گزشتہ رات وہ پھر آپ کو سب و شتم کر رہی تھی اور برا کہہ رہی تھی میں نے اس کے پیٹ پر گیتی رکھ کر اس کو دبایا حتیٰ کہ میں نے اسے قتل کر دیا۔ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا، سنو! گواہ ہو جاؤ! کہ اس کا خون رائیگاں ہے یعنی اس کا کوئی قصاص یا تاوان نہ ہو گا۔ (ابوداؤد، سنن نسائی)

عمیر بن امیہ کی غیرت

حضرت عمیر بن امیہ بیان کرتے ہیں کہ ان کی بہن مشرکہ تھی۔ جب وہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پاس جاتے تو وہ آپ کو سب وشتم کرتی اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو برا کہتی۔ انہوں نے ایک دن اس کو تلوار سے قتل کر دیا۔ اس کے بیٹے کھڑے ہوئے اور کہنے لگے ہمیں معلوم ہے کہ اسے کس نے قتل کیا ہے؟ کیا امن دینے کے باوجود اس کو قتل کیا گیا ہے اور ان لوگوں کے ماں باپ مشرک تھے۔ حضرت عمیر کو یہ خوف ہوا کہ یہ لوگ کسی اور بے قصور کو قتل کر دیں گے انہوں نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پاس جاکر اس واقعہ کی خبر دی۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا، کیا تم نے اپنی بہن کو قتل کیا تھا؟ میں نے کہا ہاں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے پوچھا کیوں؟ میں نے کہا یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم! وہ مجھے آپ کے متعلق ایذاء پہنچاتی تھی۔ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس کے بیٹوں کے پاس کسی کو بھیجا تو انہوں نے کسی اور کا نام لیا جو اس کا قاتل نہیں تھا نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس کے خون کو رائیگاں قرار دیا۔ (المعجم الکبیر)

توہین رسالت کا مرتکب اگرچہ غیر مسلم ہو قتل کیا جائے گا

حضرت عرفہ بن الحارث رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مصر کا ایک نصرانی ملا جس کا نام مذقون تھا انہوں نے اسے اسلام کی دعوت دی اس نصرانی نے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی کی۔

انہوں نے یہ معاملہ حضرت عمر بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سامنے پیش کیا انہوں نے حضرت عرفہ سے کہا کہ ہم ان سے عہد کر چکے ہیں حضرت عرفہ نے کہا ہم اس سے اللہ کی پناہ چاہتے ہیں کہ ہم ان کے ساتھ اللہ اور اسکے رسول کو ایذاء دینے پر عہد کریں۔ ہم نے ان سے صرف اس بات پر عہد کیا تھا کہ ہم ان کو ان کے گرجوں میں عبادت کرنے دیں گے اور اس بات کا عہد کیا تھا کہ ہم ان کی حفاظت کیلئے لڑیں گے اور اس بات کا عہد کیا تھا کہ وہ آپس میں اپنے مذہب کے مطابق عمل کریں گے لیکن جب وہ ہمارے پاس آئیں گے تو ہم ان کے درمیان اللہ تعالیٰ کے نازل کردہ احکام کے مطابق فیصلہ کریں گے۔ حضرت عمرو بن العاص نے فرمایا، تم نے سچ کہا۔ (تبیان القرآن بحوالہ المعجم الاوسط)

شاتم رسول کا قتل اور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تحسین

امام محمد فرماتے ہیں کہ جب کوئی عورت علی الاعلان نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو سب وشت کرے تو اس کو قتل کر دیا جائے کیونکہ روایت میں ہے کہ حضرت عمر بن عدی نے سنا کہ ایک عورت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ایذاء دیتی تھی انہوں نے رات میں اس کو قتل کر دیا۔ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان کے اس فعل کی تحسین فرمائی۔ (بتبیان القرآن بحوالہ الدر المختار)

عزیزان گرامی! توہین رسالت کا مسئلہ آئے دن اُٹھتا رہتا ہے کبھی اس کی سزا میں تخفیف کا شور وغوغا بلند ہوتا ہے تو کبھی انسانی حقوق کا واویلا مچایا جاتا ہے۔ جبکہ ان کی اپنی کتابوں میں قاضی یا کاہن کی توہین کرنے والا واجب القتل ہے اور نبی کی حرمت کے سامنے تو قاضی و کاہن پرکاہ کی بھی حیثیت نہیں رکھتے۔

توہین شریعت کی سزا یہودی قانون میں

شریعت کی جو بات وہ تجھ کو سکھائیں اور جیسا فیصلہ وہ تجھ کو بتائیں اسی کے مطابق کرنا اور جو کچھ وہ فتویٰ دیں اس سے دائیں یا بائیں نہ مڑنا ۰ اور اگر کوئی شخص گستاخی سے پیش آئے کہ اس کاہن کی بات جو خداوند تیرے خدا کے حضور خدمت کیلئے کھڑے رہتا ہے یا اس قاضی کا کہا (حکم یا فرمان) نہ سنے تو وہ شخص مار ڈالا جائے۔ تو اسرائیل میں سے ایسی برائی کو دور کر دینا ۰ اور سب لوگ سن کر ڈر جائیں گے اور پھر گستاخی سے پیش نہیں آئیں گے۔ (استثناء باب ۱۷، آیت ۱۱ تا ۱۳، مطبوعہ بائبل سوسائٹی لاہور)

توہین عیسیٰ کی سزا عیسائی قانون میں

پاپائے روم یا چرچ کے اقتدار میں آنے سے قبل یورپ میں رومن لاء (Roman Law) کی عملداری تھی چونکہ انجیل میں کوئی قانونی احکام موجود نہ تھے لیکن جب کلیسا نے اسٹیٹ پر غلبہ واقتدار حاصل کر لیا تو پوپ کے منہ سے نکلے ہوئے ہر حکم کو قانونی بالا دستی حاصل ہوگئی موسوی قانون کے تحت قبل مسیح انبیاء کی اہانت اور تورات کی بے حرمتی کی سزا سنگسار مقرر تھی۔ رومن امپائر کے شہنشاہ جسٹینین (Justinion) کا دورِ حکومت طلوعِ اسلام سے چند سال قبل ۵۲۸ تا ۵۶۵ صدی عیسوی پر محیط ہے رومن لاء کی تدوین کا سہرا بھی اس کے سر ہے اور اس کو عدل وانصاف (Justice) کا مظہر بھی سمجھا جاتا ہے۔ اس نے جب دین مسیحی قبول کر لیا تو قانون موسوی کو منسوخ کر کے انبیائے بنی اسرائیل کے بجائے صرف یسوع مسیح کی توہین اور انجیل کی تعلیمات سے انحراف کی سزا، سزائے موت مقرر کی۔ اس کے دور سے قانون توہین مسیح سارے یورپ کی سلطنتوں کا قانون بن گیا۔ روس اور اسکاٹ لینڈ میں اٹھارویں صدی تک اس جرم کی سزا، سزائے موت ہی دی جاتی رہی۔ (ناموس رسول اور قانون توہین رسالت، صفحہ ۲۹۳ بحوالہ انسائیکلوپیڈیا آف برٹینیکا ج۱)

برطانیہ اور ملعون سلمان رشدی

مشہور صحافی و دانشور جمیل الدین عالی اپنے کالم "نقار خانے" میں رقم طراز ہیں:۔

"بدنام زمانہ رشدی جس کی ولدیت بھی مشکوک رہی ہے، دلی میں میرے کالج کے سکریٹری رشدی صاحب ہمارے گرلز کالج کی ایک خاتون سے مشتبہ حالات پیدا کر رہے تھے انہیں قائد اعظم نے برطرف کر دیا اور وہ دلی میں منہ دکھانے کے قابل نہ رہا تو خاتون کو لے کر بمبئی چلا گیا وہاں کسی وقت یہ ملعون رشدی پیدا ہوا اسے بے شرمانہ تعلیم دلائی گئی، برطانیہ میں بھی رکھا گیا اور وہاں بی بی سی سے بھی وابستہ ہو گیا کوئی بیس برس پہلے حضورِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے خانگی حالات پر وہ بے شرمانہ کتاب لکھی جس کے خلاف پورا عالم سراپا احتجاج بن گیا۔ ایران کے انقلابی رہنما و روحانی شخصیت آیت اللہ خمینی نے اور کئی دوسرے علماء نے اس کے واجب القتل ہونے کا فتویٰ بھی جاری کیا جو آج تک منسوخ نہیں ہوا مگر حکومتِ برطانیہ نے تمام تر بے شرمی کے ساتھ آزادی تحریر کے نام پر انتہائی مضبوط مسلسل و مسلح سیکورٹی میں رکھا اس نے کروڑوں پونڈ کمائے۔ جن میں حکومتی کارندوں نے بھی حصہ بٹایا اور اب وہ کسی خفیہ پناہ گاہ میں رہتا ہے۔ (از جمیل الدین عالی، اتوار ۱۳/ محرم الحرام ۱۴۲۷ھ۔ ۱۲/ فروری ۲۰۰۶ء)

جس ملعون سلمان رشدی کو برطانیہ نے آزادی افکار، آزادی رائے کی فریب کارانہ اصطلاحات کا سہارا دیکر بھرپور وکالت کی اسی سلمان رشدی نے جب برطانوی عوام کی محبوب شہزادی کے خلاف ایک جملہ کہا تو سارے یورپ نے اس رشدی کے خلاف غم و غصہ کا اظہار کیا، کیا اس وقت اسے آزادی اظہار کی اجازت نہیں تھی؟ آزادی اظہار کے علمبردار سراپائے احتجاج کیوں بن گئے؟

رشدی اور لیڈی ڈیانا

لیڈی ڈیانا کی حادثاتی موت پر رشدی کے ان ریمارکس پر "بے قابو جنسی خواہشات نے لیڈی ڈیانا کو مار ڈالا" سارے برطانوی پولیس نے اس جملے پر سخت غم و غصے کا اظہار کیا۔ برطانیہ کے کثیر الاشاعت روزنامہ ٹائمز نے رشدی کے آرٹیکل کو شیطانی خیالات قرار دیا۔ اس پر وہیں کے ایک ہفتہ روزہ رسالہ آؤٹ لک (Out Look) نے بڑا صحیح تبصرہ کیا ہے:۔

"رشدی نے جب برطانوی عوام کی محبوب شہزادی کے خلاف کوئی بات لکھی تو اس کے خلاف سخت غم و غصہ کا اظہار کر رہے ہیں حالانکہ جب اس کی تحریر کردہ کتاب جس میں (مسلمانوں) کے محبوب ترین پیغمبر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی کی وجہ سے مسلمانوں کے جذبات مجروح ہوئے تھے اس وقت بھی برطانوی عوام اور پریس "آزادی تحریر" کے اور "آزادی اظہار خیال" کے چیمپئن بنے ہوئے تھے مگر اب برطانوی عوام اور پریس کو معلوم ہوا ہے کہ رشدی واقعی شیطان ہے"۔

(ناموس رسول اور قانون توہین رسالت، صفحہ ۲۵۵)

عزیزانِ گرامی! یہ حال ہے ان لوگوں کا جو خود کو ساری دنیا میں مہذب سمجھتے ہیں جبکہ معلوم ہوتا ہے کہ تہذیب ان کو چھو کر بھی نہیں گزری اگر مسلمانوں کے خلاف کوئی رشدی ان کی پناہ میں آجائے اور اسلام کے قلعے پر گولہ باری شروع کر دے تو اسے آزادی اظہار کے دل فریب لفظوں کا سہارا دے کر اس کا قد بلند کرنے کی ناکام کوشش کی جاتی ہے لیکن جب یہ مردود ان کی ایک شہزادی کو برا کہے تو واقعی شیطان ہے اسوقت نہ اسے آزادی اظہار کے خوشنما لفظوں کا سہارا دیا جاتا ہے اور نہ افکار آزادی کا پروانہ۔

آخر کیوں؟ مسلمانو! خدارا سوچو۔۔۔۔۔!

قسم خدا کی جب تک ایک بھی مسلمان زندہ ہے ناموسِ رسالت پر سودا نہیں ہو سکتا۔ وہ لوگ جو باطل کے ایوانوں میں بیٹھ کر یہ سوچتے ہیں کہ ناموسِ رسالت کا قانون تبدیل ہو جائے گا یا اس کی سزا میں تخفیف ہو جائے گی۔۔۔۔ خون کی ندیاں تو بہہ جائیں گی مگر قانون توہینِ رسالت میں ترمیم نہیں ہو گی۔

عروہ بن مسعود کا پیغام عالمِ کفر کے نام

سرکارِ دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب حدیبیہ کے مقام پر ٹھہرے تو کفار نے عروہ بن مسعود کو اپنا سفیر بنا کر بھیجا جب وہ مذاکرات کر کے واپس لوٹا تو اس نے اہلِ مکہ کو مشورہ دیا کہ مسلمانوں سے مزاحمت کا ارادہ ترک کر دیں اس نے انہیں یہ بھی بتایا کہ وہ دنیا بھر کے بڑے بڑے بادشاہوں کے دربار میں گیا ہے لیکن جانثاری و عقیدت کے جو جذبات اس نے غلامانِ مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دِلوں میں موجزن دیکھے ہیں ان کی نظیر اسے قیصر و کسریٰ کے دربار میں بھی نہیں ملتی۔ اگر وہ تھوکتے ہیں تو صحابہ کرام اس کو اپنے چہرے پر مل لیتے ہیں۔ اگر وہ وضو کرتے ہیں تو وضو کے پانی کا ایک قطرہ زمین پر گرنے نہیں دیتے بلکہ آگے بڑھ کر اپنے سینوں پر اور چہروں پر مل لیتے ہیں۔ اگر وہ کسی کام کو کرنے کا اشارہ دیتے ہیں تو حکم بجالانے میں سبقت لے جانے کیلئے صحابہ کرام بے تاب ہو جاتے ہیں۔ میں نے اطاعت و جانثاری خلوص اور محبت کے یہ دلکش منظر کسی بڑے سے بڑے شاہی دربار میں بھی نہیں دیکھے۔ اگر تم یہ خیال کرتے ہو کہ مشکل وقت میں مسلمان اپنے نبی کو چھوڑ کر بھاگ جائیں گے تو یہ تمہاری خام خیالی ہے۔

یہ داستان عشق و محبت صرف صحابہ کرام پر ہی ختم نہیں ہو جاتی بلکہ تا قیامت آپ کو ایسی داستانیں سننے کو ملتی رہیں گی۔

حضرت مالک بن انس کو کون نہیں جانتا جس وقت حدیث کا درس دیتے۔ ایک چوکی بچھائی جاتی اور اس پر سفید چاندنی بچھتی پھر امام مالک باادب بیٹھ کر درسِ حدیث دیا کرتے تھے ایک مرتبہ ایک بچھو نے دورانِ حدیث سولہ مرتبہ آپ کو ڈنک مارے آپ کے چہرے کا رنگ تبدیل ہوتا رہا مگر درسِ حدیث جاری رہا ادب و احترام حدیث کی ایسی اعلیٰ مثال قائم کی کہ کفار آج تک دنگ ہیں اور آگے بڑھئے۔ اور ملاحظہ فرمائیے! یہ ہیں حضرت جنید بغدادی سلطنت کی ناک کا بال جن کی پہلوانی کا سکّہ ساری دنیا میں بیٹھا ہوا تھا دربارِ خلافت میں ایک نشست ان کیلئے بھی مخصوص تھی۔ لیکن ایک سیّدزادے کے کہنے پر اس سے کشتی کی اور اسی کے کہنے پر شکست کھالی۔ یہ تھا عشقِ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور ابھی بھی بات ختم نہیں ہوئی۔ چودھویں ہجری میں ایک عاشقِ صادق (مرشدی و مولائی مولانا احمد رضا) ایک سیّدزادے کے قدموں میں دستار رکھ کر بیچ روڈ پر معافی مانگ رہا تھا اور پھر اس سیّدزادے کو پالکی میں اُٹھا کر اپنی نا کردہ غلطی کی تلافی کر رہا تھا۔

عشقِ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کیا ہے۔۔۔۔۔؟

- عشقِ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حسن طلب کا نام ہے۔
- عشقِ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تیروں کی بوچھاڑ میں یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا نعرہ لگانے کا نام ہے۔
- عشقِ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دشمنوں کو نیست ونابود کردینے کا نام ہے خواہ وہ قریبی عزیز ہی کیوں نہ ہو۔
- عشقِ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مصائب برداشت کرنے کا نام ہے۔
- عشقِ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بچھو کی نیش زنی برداشت کرنے کا نام ہے کہ برداشت کرنے والے نے احترام حدیث میں جنبش تک نہ کی۔
- عشقِ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس شوق دید کا نام ہے کہ گنبدِ خضراء کی ایک جھلک کیلئے دنیا کی ساری دولت، سارے اعزاز ٹھکرادیئے اور یہ کہہ کر خاکِ مدینہ اپنے بدن پر مل لی کہ یہی میرا مشک ہے اور یہی میرا عنبر ہے۔
- عشقِ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تمام درباری اعزازات کو قربان کردینے کا نام ہے۔

قوتِ عشق سے ہر پست کو بالا کردے

دہر میں اسمِ محمد ﷺ سے اُجالا کردے

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعظیم و توقیر

ذاتِ مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جانِ ایمان ہے قرآن کریم نے کئی مقامات پر تعظیم رسول کا سختی کے ساتھ حکم دیا ہے۔

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:۔

لِتُؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ وَ تُعَزِّرُوْهُ وَ تُوَقِّرُوْهُ ؕ وَ تُسَبِّحُوْهُ بُكْرَةً وَّ اَصِیْلًا (سورۂ فتح۔ آیت ۹)

”تاکہ تم اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ اور اس کے رسول کی تعظیم و توقیر کرو اور صبح و شام اللہ کی تسبیح کرو۔“

اس آیت کی ترتیب پر غور کیجئے:۔

- سب سے پہلے ایمان لاؤ۔
- اس عظیم الشان رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعظیم و توقیر کرو۔

پھر فرمایا:۔

- اب صبح و شام اللہ کا ذکر کرو۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے آگے مت بڑھو

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تُقَدِّمُوْا بَیْنَ یَدَیِ اللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ وَ اتَّقُوا اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ سَمِیْعٌ عَلِیْمٌ (سورۂ حجرات۔ آیت ۱)

”اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اللہ اور اس کے رسول سے آگے نہ بڑھو اور اللہ سے ڈرتے رہو بیشک اللہ سننے والا اور جاننے والا ہے۔“

اس آیت کے شانِ نزول میں مفسرین بیان کرتے ہیں کہ کچھ لوگوں نے عید الاضحیٰ کے دن نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے جانور ذبح کرنے سے پہلے اپنے یہاں قربانی کرلی تو یہ آیت نازل ہوئی اور ان کو حکم دیا گیا کہ قربانی دوبارہ کریں۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سامنے آواز بلند نہ کرو

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَرْفَعُوْۤا اَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِیِّ وَ لَا تَجْهَرُوْا لَهٗ بِالْقَوْلِ كَجَهْرِ بَعْضِكُمْ لِبَعْضٍ اَنْ تَحْبَطَ اَعْمَالُكُمْ وَ اَنْتُمْ لَا تَشْعُرُوْنَ (سورۂ حجرات۔ آیت ۲)

”اے ایمان والو! نہ بلند کیا کرو اپنی آوازوں کو نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی آواز سے اور ان کے سامنے بلند آواز سے بات نہ کرو جیسے تم ایک دوسرے سے بلند آواز سے باتیں کیا کرتے ہو ایسا نہ ہو کہ تمہارے سب اعمال ضائع ہو جائیں اور تمہیں پتا بھی نہ چلے۔“

تعظیم اور تکریم کا ایک اور قانون

إِنَّ الَّذِينَ يُنَادُونَكَ مِن وَرَآءِ الْحُجُرَٰتِ أَكْثَرُهُمْ لَا يَعْقِلُونَ (سورۃ حجرات۔ آیت ۴)

"بے شک جو لوگ آپ کو حجروں کے باہر سے پکارتے ہیں ان میں سے اکثر بے عقل ہیں۔"

اس آیت کے شانِ نزول میں علماء بیان کرتے ہیں کہ کچھ اعرابی مدینہ آئے اور کہنے لگے کہ ہمیں اس شخص کے پاس لے چلو۔ اگر یہ نبی ہیں تو ایمان کی سعادت حاصل کریں اور اگر یہ بادشاہ ہیں تو ہم ان کے زیر سایہ رہیں گے اور غالباً اس وقت دوپہر کا وقت تھا ان لوگوں نے انتظار کرنا گوارا نہ کیا اور حجرے کے باہر سے آوازیں دینا شروع کر دیں تب یہ آیت نازل ہوئی۔

دوستو! اور ساتھیو! آج پورا یورپ آزادی اظہار کے حق کو اس قبیح اشاعت کا جواز بنا رہا ہے آزادی تقریر کی تقدیس پر آواز بلند کی جارہی ہے۔ خواہ اس کے نتائج کچھ بھی نکلیں۔

آزادی اظہار کے ایک علمبردار سے مکالمہ

کچھ عرصہ قبل آزادی اظہار کے حامی و علمبردار سے Net پر چند مکالمات ہوئے وہ یہاں نقل کر رہا ہوں تا کہ آزادی صحافت کا معاملہ آپ کی سمجھ میں اچھی طرح سے آجائے۔

آزادی اظہار کے علمبردار:۔ یہ آپ مسلمان ذرا ذرا سی بات پر اتنے جذباتی کیوں ہو جاتے ہو یہ آزادی اظہار رائے ہے۔

میں نے ان سے کہا آپ سے آزادی اظہار کے علمبردار ہونے کے ناطے میں ایک سوال پوچھنا چاہتا ہوں۔

آزادی اظہار کے علمبردار:۔ جی پوچھیے۔

یہ آزادی اظہار رائے جس کی تبلیغ آپ کرنا چاہتے ہیں اور کر رہے ہیں یہ آزادی اظہار رائے Absolute یعنی مطلق ہے یا اس پر کوئی پابندی، شرط، قید وغیرہ بھی ہے یا آزادی اظہار رائے پر کچھ قیود و شرائط بھی عائد ہونی چاہئے؟

آزادی اظہار کے علمبردار:۔ کہنے لگے میں آپ کی بات نہیں سمجھا۔

میں نے کہا بات تو صاف ظاہر ہے آپ تجاہل عارفانہ سے کیوں کام لے رہے ہیں۔ میں آپ سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ آپ جس اظہارِ رائے کی تبلیغ کرنا چاہتے ہیں تو کوئی بھی شخص اپنی رائے کا بر ملا اظہار کرے، بر ملا تبلیغ کرے، بر ملا اس کی طرف دعوت دے اور اس پر کوئی روک ٹوک نہ ہو کوئی پابندی عائد نہ ہو اگر آزادی اظہار رائے کا یہ مطلب ہے تو آپ کیا کہتے ہیں اس بارے میں اگر ایک شخص یہ کہتا ہے کہ میری رائے یہ ہے کہ اہل ثروت کے پاس دولت کافی جمع ہو چکی ہے اور غریب بھوکے مر رہے ہیں لہٰذا ان کی دولت لوٹ کر غریبوں کو پہنچاؤ اگر کوئی شخص پوری دیانتداری کے ساتھ اس رائے کا اظہار کرے تو کیا آپ اس آزادی اظہار رائے کے حامی ہوں گے یا نہیں؟ اور اس کی اجازت دیں گے یا نہیں؟ کہنے لگے اس کی اجازت کیسے دی جا سکتی ہے تو اس سے معلوم چلا کہ آزادی اظہار رائے کی اجازت ہے مگر اس کی کچھ قیود، حدود، شرائط Limits ہیں۔

آزادی اظہار کے علمبردار:۔ کہنے لگے کہ جی ہاں! کچھ شرائط تو عائد کرنا پڑیں گی۔

تو میں نے کہا کہ مجھے بتایئے وہ شرائط کس بنیاد پر لگائی جائیں گی؟ اور کون لگائے گا؟ کس بنیاد پر طے ہو گا کہ فلاں قسم کی رائے کا اظہار تو کیا جا سکتا ہے اور فلاں قسم کی رائے کا اظہار نہیں کیا جا سکتا؟ فلاں قسم کی تبلیغ تو کی جا سکتی ہے اور فلاں قسم کی نہیں؟ اس کا تعین کون کرے گا؟ اور کس بنیاد پر کرے گا؟ اس کے بعد وہ Offline ہو گئے اور یہ گفتگو یہیں ختم ہو گئی۔

عزیزانِ گرامی! یہ آزادیٔ اظہارِ رائے کا مسئلہ نہیں بلکہ مسلمانوں کی آبرو کا مسئلہ ہے۔

اگر یہ آزادیٔ اظہارِ رائے ہے تو جب ۲۷/ جنوری ۲۰۰۳ء کو ایک برطانوی اخبار نے اسرائیلی وزیر اعظم ایرل شیرون کا کارٹون شائع کیا جس میں دکھایا گیا کہ وہ ایک فلسطینی بچے کا سر کھا رہا ہے اور کہہ رہا ہے اس میں کیا برائی ہے! تم نے اس سے پہلے کسی سیاستدان کو نومولود بچوں کو چومتے نہیں دیکھا، تو اسرائیل سمیت دنیا بھر کی یہودی آبادیوں میں ایک طوفانِ بدتمیزی برپا ہو گیا۔ آخر آزادیٔ اظہارِ رائے کے خلاف اتنا فساد کیوں؟

اسی طرح دوسری مثال بھی ہمارے سامنے ہے جب حال ہی میں اٹلی کے وزیر اعظم نے جب یہ بیان دیا کہ وہ رومی سیاست کے یسوع مسیح ہیں تو کلیسائے روم اور اطالوی سیاستدان نے اس پر گہرے غم و غصہ کا اظہار کیا۔ کلیسائے روم کے اعلیٰ عہدیدار نے کہا کہ ہمیں معلوم ہے کہ وہ کہیں گے کہ انہوں نے یہ جملہ ازراہِ تفنن کہا لیکن اس طرح کے جملے مذاق میں بھی نہیں کہنے چاہئیں۔

یہاں بھی معاملہ آزادیٔ اظہار کا نہیں بلکہ تہذیبوں کی مقدس ہستیوں اور علامات کی گستاخی اور بے ادبی کے عنصر کی حوصلہ شکنی کرنا ہے۔

گستاخ اور اقوام عالم کے قوانین

جو کوئی بھی خدا کے پاک نام پر دانستہ گستاخانہ اور بے ادبی کے الفاظ کہتا ہے یا خدا کے بارے میں بدزبانی، بے ہودہ گستاخانہ زبان درازی سے کام لیتا ہے یا اس کی مخلوق مملکت یا حتمی انصاف کرنے والی ہیئت مقتدرہ کو ہدف بناتا ہے یا یسوع مسیح یا مقدس روح کی تضحیک کرتا ہے مقدس صحیفوں میں درج خدائی فرامین کی ہتک اور توہین کرتا ہے اسے جیل میں قید کی سزا دی جائے گی۔

گستاخانہ کلمات اور بے ادبی کی سزا اور حوصلہ شکنی کیلئے درج ذیل ممالک میں قوانین موجود ہیں:۔

1۔ آسٹریا۔۔۔ آرٹیکل 189, 188 کریمنل کوڈ

2۔ فن لینڈ۔۔۔ سیکشن 10 چیپٹر 17 پینل کوڈ

3۔ جرمنی۔۔۔ آرٹیکل 166 کریمنل کوڈ

4۔ نیدرلینڈ۔۔۔ آرٹیکل 147 کریمنل کوڈ

5۔ اسپین۔۔۔ آرٹیکل 525 کریمنل کوڈ

6۔ آئرلینڈ۔۔۔ آئرلینڈ کے دستور کے آرٹیکل 40,6,1,I کے مطابق کفریہ مواد کی اشاعت ایک جرم ہے۔
منافرت ایکٹ 1989ء کے امتناع میں ایک گروہ یا جماعت کیلئے مذہب کے خلاف نفرت بھڑکانا بھی شامل ہے۔

7۔ کینیڈا۔۔۔ (سیکشن 296 کینیڈین کریمنل کوڈ) عیسائی مذہب کی تنقیص و تضحیک ایک جرم ہے۔

8۔ نیوزی لینڈ۔۔۔ سیکشن 123 نیوزی لینڈ کرائمز ایکٹ 1961۔

(ماخوذ از ڈاکٹر طاہر القادری کا کالم "دنیا کو تہذیبی تصادم سے بچایا جائے" بروز جمعہ ۱۷/ فروری ۲۰۰۶ء۔ روزنامہ ریاست)

آیئے اب ڈنمارک کے قانون کا جائزہ لیتے ہیں وہ اس آزادی اظہار کو قانون کے کس خانے میں رکھتا ہے ذرائع ابلاغ کے ذمہ دار کے ایکٹ نمبر 348 مجریہ ۶/ جون ۱۹۹۱ء کی رو سے تحریر کنندہ، ناشر اور مدیر اپنی اشاعتوں کے قانون کے تحت ذمہ دار ہوں گے اور ان کی اشاعت سے کسی بھی شہری کے ذاتی حقوق متاثر نہ ہوتے ہوں۔

پھر ڈنمارک کی پارلیمنٹ نے ذرائع ابلاغ کی ذمہ داری کے ایکٹ ۱۹۹۲ء کے سیکشن پریس کی اخلاقیات میں قومی ضابطہ اخلاق کے عنوان کے تحت کہا کہ تمام ادارتی مواد (تحریر و تصاویر سمیت) جو رسائل و جرائد اور اخبارات میں شائع ہو۔ اس میں کسی بھی شخص کی ذات کو نشانہ نہ بنایا جائے چاہے اس شخص کا انتقال ہی کیوں نہ ہو چکا ہو۔ یہ ضابطہ اخلاق اس بات کا متقاضی ہے کہ حقیقت پر مبنی معلومات شائع ہوں لیکن اگر حقائق کے برخلاف یا ذاتی پرخاش کی بنا پر موڑ توڑ کر کسی کی توہین کرے تو یہ قابل سزا جرم ہے۔

اسی طرح ڈنمارک کے پینل کوڈ سیکشن 266 اسٹیٹ کے تحت اگر کوئی شخص دانستہ طور پر ایک بڑے حلقے میں عوام کے سامنے ایسا بیان دیتا ہے جو ایک بڑے گروہ نسل اور رنگ یا قوم یا نسلی مقام یا عقیدے کی توہین ہو یا جنسی رویہ (مذاق) ہو تو یہ شخص جرم کا مرتکب ہوگا اور اسے جرمانہ اور سزا دی جاسکے گی۔ (ماخوذ از "روزنامہ اُمت" وجیہہ احمد صدیقی کا کالم "قلمی دہشت گردی یا صلیبی جنگ"

بروز ہفتہ ۱۸/ فروری ۲۰۰۶ء)

عزیزانِ گرامی! آسٹریا سے لیکر ڈنمارک تک کے قوانین آپ نے ملاحظہ فرمائے اور ان سب ملکوں کے حکمران اپنے ہی ملک کے قانون کی دھجیاں بکھیرنے پر تلے ہوئے ہیں۔ دنیا کو انسانی حقوق اور تحمل و برداشت کا درس دینے والے یہ نہیں دیکھ رہے ہیں کہ ان کی آزادی اظہار رائے نے دنیا میں کتنی بے چینی پھیلا دی ہے۔

آزادی اظہار رائے اور توہین اسلام

مغرب میں اظہار رائے کی آزادی صرف اسلام کی توہین کیلئے ہے ورنہ بصورت دیگر اس کی حدیں مقرر ہیں جیسا کہ ہم پچھلے صفحات پر لکھ چکے کہ یورپ میں آپ کو ہولو کاسٹ کے بارے میں جرح کرنے پر سزا دی جاسکتی ہے۔

عزیزان گرامی! آج جب ملتِ اسلامیہ کا ریکارڈ احتجاج منظر عام پر آیا اور یورپی اقتصادیات کو دھچکا پہنچا اور یورپی مغربی ملکوں کی مصنوعات کے بائیکاٹ کا لامتناہی سلسلہ شروع ہوا تو کوفی عنان کی بھی آنکھیں کھل گئیں اور مغرب و یورپ کو بھی ہوش آگیا یہ سب امن و شانتی کے لہجے میں بات کرنے لگے۔

صحرا کو آج سینہ سپر دیکھنے کے بعد

منہ زور آندھیوں کا ارادہ بدل گیا

اس موقع پر جب یہ کارٹون شائع ہوئے اقوام متحدہ کے سربراہ کو سخت ایکشن لینا چاہئے تھا مگر اس ادارے نے ہمیشہ انصاف کا بول بالا کرنے کے بجائے انصاف کا ہی خون کیا ہے اور اس نے ہمیشہ بڑی طاقتوں بالخصوص امریکہ کی لونڈی کا کردار ادا کیا ہے۔

اسلام اور صبر و تحمل

تاریخ شاہد ہے کہ مسلمانوں نے ہر معاملے میں جس صبر و تحمل کا مظاہرہ کیا ہے دیگر مذاہب اسکی مثال بھی پیش نہیں کرسکتے۔ ماضی میں دنیا بھر میں سینکڑوں کی تعداد میں کتابیں اور اخباری مضامین شائع ہوئے جن میں اسلام کو ہدف تنقید بنایا گیا اور مسلمانوں کے بنیادی عقائد کی تضحیک کرنے کی کوشش کی گئی۔ مستشرقین نے کیا کیا اعتراضات نہ کئے مگر مسلمانانِ عالم نے کبھی اس عالمانہ بحث و مباحثہ پر اعتراض نہیں کیا۔ کیونکہ یہ بات بخوبی ان کے علم میں ہے کہ یہ اسلام پر جاری بحث و مباحثہ کا حصہ ہیں۔

لاتعداد اخباری مقالوں اور مضامین اور کتابوں میں اسلام کو بالکل غلط رنگ میں پیش کیا جاتا ہے یہاں تک کہ صریحا جھوٹ اور مبالغہ آمیز کہانیوں پر مبنی مواد اسلام کے حوالے سے پریس میں چھاپا جاتا ہے۔ اسلام کی تعلیمات کو بھونڈا کرکے پیش کیا جاتا ہے لیکن مسلمانوں نے کبھی تحمل اور برداشت کا دامن اپنے ہاتھ سے نہیں چھوڑا۔ اسلام کے علماء اور محققین نے ہمیشہ ایسے اعتراضات کا علمی اور تحقیقی جواب دینے پر ہی اکتفا کیا ہے۔

لیکن یہ معاملہ ناقابلِ برداشت ہے کہ پیغمبر اسلام کی شانِ اقدس میں گستاخی کی جائے اور صبر و تحمل بھی ہو، ہم جان تو دے سکتے ہیں مگر ہرگز ہرگز اپنے آقا کی شان میں گستاخی برداشت نہیں کرسکتے۔

ہم پیچھے ثابت کرچکے کہ ہر دور میں جب بھی شاتم رسول پیدا ہوئے عالم اسلام کے غیور فرزندوں نے ان کے کاندھوں سے ان کے سر کا بوجھ اُتار دیا۔

آزادیٔ اظہار صحافت کے علمبرداروں سے چند سوالات

- برطانیہ میں رائج توہین عیسائیت قانون (Blasphemy Law) کے حوالے سے آپ کیا کہتے ہیں یہ آزادیٔ اظہار رائے پر قدغن نہیں؟

  یہ قانون چرچ کے قانون تک کیوں محدود ہے کیا یہ دیگر مذاہب کے ساتھ امتیازی سلوک کا اظہار نہیں۔

- 1996ء میں ایک فلم میکر بیگر و نے یورپی عدالت میں کیس دائر کر دیا اس نے بھی یہ دعویٰ آزادیٔ اظہار کی بنیاد پر کیا مگر یورپی عدالت نے بھی فیصلہ اس کے خلاف دیا۔ کیا یہ واقعہ اسلام کے حوالے سے یورپی ممالک کے دوغلے طرزِ عمل کو آشکار نہیں کرتا؟

- 1989ء میں ایک فلم (Vision Of Ecstasy) بنائی گئی جو سینٹ تھیریسا آف ویلا کے ویژن کے موضوع پر تھی۔ برطانوی بورڈ نے اس فلم کی ریلیز روک دی کیونکہ اس کے نزدیک یہ توہین مذہب (یا چرچ) کے دائرے میں آتی ہے حالانکہ وہ یہ ثابت نہیں کر سکتے کہ یہ فلم حقیقتاً توہین آمیز ہے لیکن جلینڈر پوسٹن نامی ڈنمارک کے اخبار میں توہین آمیز خاکوں کی اشاعت پر ٹونی بلیئر کا ڈنمارک کے وزیر اعظم کو فون اور اس کیساتھ یکجہتی کا اظہار، کیا یہ برطانوی دوغلے پن کو ثابت نہیں کر رہا ہے؟

  کیا ان کے نزدیک فلم کا اجرا روکنا اظہار رائے کی آزادی پر قدغن نہیں تھا؟

- ڈنمارک کے کریمنل کوڈ کے سیکشن 140 کے مطابق "ہر وہ شخص جو ملک میں قانونی طور پر مقیم کسی فرد یا کمیونٹی کے مذہب یا عبادات اور دیگر مقدس علامت کی تضحیک کرے گا اسے زیادہ سے زیادہ چار ماہ کی قید یا جرمانہ کی سزا دی جائے گی"۔

  کیا جیلنڈر پوسٹن نامی ڈنمارک کا اخبار اس قانون کی زد میں نہیں آتا ہے؟

- ڈنمارک اور دیگر یورپی ممالک میں ہولوکاسٹ کے منکرین کیلئے قانون موجود ہے جس کے مطابق ہولوکاسٹ یعنی نازیوں کی جانب سے یہودیوں کے قتل عام کی کہانی کے کسی ایک بھی جزو کا انکار کرنے والے کو بیس سال قید تک کی سزا ہو سکتی ہے۔

  کیا ہولوکاسٹ کا یہ قانون آزادیٔ اظہار پر قدغن نہیں؟

- یورپی ممالک اور ڈنمارک کے قانون کے مطابق تمام شہریوں کے حقوق برابر ہیں تو کیا ہولوکاسٹ کیلئے علیحدہ سے قانون بنانا اور مسلمانوں کے مذہبی احترام کیلئے قانون نہ بنانا متضاد تاثر نہیں چھوڑتا؟

ایک اور خطرناک سازش کا انکشاف

عالم اسلام میں فتنوں کو دشمنانِ اسلام نے کیسے پھیلایا اس کیلئے نواب راحت سعید چھتاری کا مضمون پڑھئے:۔

جنگل کی حویلی

نواب راحت سعید خاں چھتاری صاحب ۱۹۰۴ء کی دہائی میں صوبہ اتر پردیش کے گورنر تھے انگریزی حکومت نے انہیں ایک اہم عہدہ اس لئے دیا تھا کہ وہ مسلم لیگ اور کانگریس کی سیاست سے لاتعلق رہ کر انگریزوں کی وفاداری کا دم بھرتے تھے۔ نواب چھتاری اپنی یادداشتیں بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ ایک بار انہیں سرکاری ڈیوٹی پر لندن بلایا گیا ان کے ایک پکے انگریز دوست (جو ہندوستان میں کلکٹر رہ چکا تھا) نے نواب صاحب سے کہا کہ آیئے آپ کو ایسی جگہ کی سیر کراؤں جو کوئی یہاں سے دیکھ کر نہیں گیا نواب صاحب خوش ہو گئے انگریز کلکٹر نے نواب صاحب سے پاسپورٹ مانگا کہ وہ جگہ دیکھنے کیلئے حکومت سے تحریری اجازت لینی ہوتی ہے دو روز بعد کلکٹر اجازت نامہ لیکر آگیا اور کہا ہم کل صبح چلیں گے لیکن میری موٹر میں، سرکاری موٹر لیجانے کی اجازت نہیں۔

اگلی صبح نواب صاحب اور وہ انگریز منزل کی جانب روانہ ہوئے شہر سے باہر نکل کر بائیں طرف جنگل شروع ہو گیا جنگل میں ایک پتلی سی سڑک تھی جوں جوں چلتے گئے جنگل گھنا ہوتا گیا سڑک کی دونوں جانب نہ کوئی ٹریفک نہ کوئی پیادہ نواب صاحب حیران بیٹھے ادھر ادھر دیکھ رہے تھے موٹر چلتے چلتے آدھے گھنٹے سے زیادہ وقت گزر چکا تھا تھوڑی دیر بعد ایک بہت بڑا گیٹ سامنے نظر آیا دور سامنے ایک نہایت وسیع و عریض عمارت تھی جس کے چاروں طرف گھنے کانٹے دار جھاڑیوں اور درختوں کی ایسی دیوار تھی جسے عبور کرنا ناممکن تھا اور عمارت کے چاروں طرف زبردست فوجی پہرہ تھا اس عمارت کے باہر فوجیوں نے پاسپورٹ اور اجازت نامے کو غور سے دیکھا اور حکم دیا کہ اپنی موٹر وہیں چھوڑ دیں اور آگے جو فوجی موٹر کھڑی ہے اس میں جائیں نواب صاحب اور انگریز کلکٹر ان پہرے داروں کی دی ہوئی موٹر میں بیٹھ گئے اور اس پتلی سڑک پر آگے چلتے گئے وہی گھنا جنگل اور جنگلی درختوں کی دیواریں دونوں طرف۔ نواب صاحب گھبرانے لگے انگریز نے کہا کہ بس از منزل آنے والی ہے دور ایک سرخ پتھر کی بڑی عمارت نظر آئی تو انگریز نے موٹر روک دی اور کہا کہ یہاں سے آگے صرف پیدل جا سکتے ہیں اور نواب صاحب سے کہا یاد رکھیں کہ آپ یہاں صرف کچھ دیکھنے آئے ہیں بولنے یا سوال کرنے کی بالکل اجازت نہیں۔

عمارت کے شروع میں وسیع دالان تھا اس کے پیچھے متعدد کمرے تھے دالان میں داخل ہوئے تو ایک نوجوان باریش عربی کپڑے پہنے سر پر عربی رومال لپیٹے ایک کمرے سے نکلا دوسرے کمرے سے ایک ایسے ہی دو نوجوان اور نکلے پہلے نے عرب لہجے میں السلام علیکم، دوسرے نے کہا وعلیکم السلام، کیا حال ہیں نواب صاحب حیران رہ گئے کچھ پوچھنا چاہتے تھے لیکن انگریز نے اشارے سے فوراً منع کر دیا چلتے چلتے ایک کمرے کے دروازے تک پہنچے دیکھا کہ اندر مسجد جیسا فرش بچھا ہے عربی لباس میں متعدد طلبہ فرش پر بیٹھے ہیں اور ان کے سامنے ان کے استاد بالکل اسی طرح بیٹھ کر سبق پڑھا رہے ہیں جیسے اسلامی مدرسوں میں استاد پڑھاتے ہیں طلبہ عربی میں اور کبھی انگریزی میں استاد سے سوال بھی کرتے ہیں نواب صاحب نے دیکھا کہ کسی کمرے میں قرآن مجید پڑھایا جارہا ہے کہیں قرأت سکھائی جارہی ہے کہیں تفسیر کا درس ہو رہا ہے کسی جگہ بخاری شریف کا درس ہو رہا ہے کہیں مسلم شریف کا۔

ایک کمرے میں مسلمانوں اور مسیحوں کے درمیان مناظرہ ہو رہا ہے ایک اور کمرے میں فقہی مسائل پر بات ہو رہی ہے سب سے بڑے کمرے میں قرآن کا ترجمہ کرنا مختلف زبانوں میں سکھایا جارہا ہے نواب صاحب نے نوٹ کیا کہ باریک باریک مسائل پر ہر جگہ زور ہے مثلاً غسل کا طریقہ، وضو روزے، نماز اور سجدہ سہو کے مسائل وِراثت اور رَضاعت کے جھگڑے، لباس اور داڑھی کی وضع قطع، آیات کی تلاوت کرنا، غسل خانے کے آداب، گھر سے باہر آنا جانا، لونڈی غلاموں کے مسائل، حج کے مناسک، بکرا دُنبہ کیسا ہو، چھری کیسی ہو، کوّا حلال ہے یا حرام، حج بدل اور قضا نمازوں کی بحث، عید کا دن کیسے طے کیا جائے اور حج کا کیسے؟ میز پر بیٹھ کر کھانا، پتلون پہننا جائز ہے یا ناجائز؟ عورت کی پاکی ناپاکی کے جھگڑے، حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی معراج جسمانی تھی یا روحانی، امام کے پیچھے سورۂ فاتحہ پڑھی جائے گی یا نہیں، تراویح آٹھ یا بیس یا بیس، نماز کے دوران وضو ٹوٹ جائے تو آدمی کیا کرے، سود جائز ہے یا ناجائز، اعتکاف کے مسائل تجوید، مسواک کا استعمال، روزہ ٹوٹنے کے معاملے، عورت برقع پہنے یا چادر اوڑھے، اونٹ پر بہن بھائی بیٹھیں تو آگے بھائی ہو یا بہن، کون سے وظیفے پڑھے جائیں؟

ایک استاد نے سوال کیا پہلے انگریزی میں اور پھر عربی میں اور آخر میں نہایت شستہ اُردو میں جماعت اب یہ بتائے کہ جادو، نظر بد، تعویذ گنڈا، آسیب کا سایہ برحق ہے یا نہیں؟ ۳۵ سے ۴۰ طلبہ کی یہ جماعت بیک آواز پہلے انگریزی میں بولی True True پھر عربی میں جواب دیا "صحیح" "مزبوط" یعنی اُردو میں برحق برحق پھر ایک طلبہ نے کھڑے ہو کر سوال کیا:

استاد جی! عبادت کیلئے نیت ضروری ہوتی ہے تو مردہ لوگوں کا حج بدل کیسے ہو سکتا ہے قرآن تو کہتا ہے کہ ہر شخص اپنے اعمال کا ذمہ دار ہے استاد بولے قرآن کی بات مت کرو، رِوایات میں مسئلے ڈھونڈا کرو۔ جادو، نظر بد، تعویذ، آسیب، وظیفے اور وِرد اور اِستخارہ میں مسلمانوں کا ایمان پکا کر دو اور ستاروں میں ہاتھ کی لکیروں میں مقدر اور نصیب میں۔

یہ سب کچھ دیکھ کر واپس ہوئے تو نواب چھتاری نے انگریز کلکٹر سے پوچھا اتنے عظیم دینی مدرسے کو آپ نے چھپا کر کیوں رکھا ہے؟ انگریز نے کہا ان سب میں کوئی مسلمان نہیں یہ سب عیسائی ہیں تعلیم مکمل ہونے پر انہیں مسلمان ملکوں میں خصوصاً مشرق وسطیٰ، ترکی، ایران اور ہندوستان برصغیر بھیج دیا جاتا ہے وہاں پہنچ کر یہ لوگ بڑی مسجد میں جا کر نماز میں شریک ہوتے ہیں نمازیوں سے کہتے ہیں کہ وہ یورپی مسلمان ہیں انہوں نے مصر کی جامعۃ الازہر جیسی یونیورسٹیوں میں تعلیم پائی اور وہ مکمل عالم ہیں یورپ میں اتنے اسلامی ادارے موجود نہیں ہیں جہاں وہ تعلیم دے سکیں وہ سر دست تنخواہ نہیں چاہتے صرف کھانا کپڑا سر چھپانے کی جگہ درکار ہے پھر وہ موذن پیش امام بچوں کیلئے قرآن کے معلم کی خدمات پیش کرتے ہیں تعلیمی ادارہ ہو تو اس میں استاد مقرر ہو جاتے ہیں جمعہ کے خطبے تک دیتے ہیں۔ (اور ان مقاصد کو اپنے پیش نظر رکھتے ہیں):۔

- مسلمان کو روایت ذکر کے وظیفوں اور نظری مسائل میں اُلجھا کر قرآن سے دور رکھا جائے۔
- حضورِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا درجہ جس طرح بھی ہو سکے گھٹایا جائے کبھی یہ کہو کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نعوذ باللہ رجل مسحور یعنی جادو زدہ تھے وغیرہ۔

اس انگریز نے یہ بھی بتایا کہ ۱۹۲۰ء میں رنگیلا رسول نامی کتاب راجپال سے اسی ادارے نے لکھوائی تھی اس سے کئی برس پہلے مرزا غلام احمد قادیانی اور بہاء اللہ کو نبی بنا کر کھڑا کرنے والا یہی ادارہ تھا اور ان کی کتابوں کی بنیاد لندن سے اسی عمارت سے تیار ہو کر جاتی ہے خبر ہے کہ سلمان رشدی کی کتاب لکھوانے میں بھی ان کا ہاتھ ہے۔ (اردو ڈائجسٹ نومبر ۱۹۹۲ء)

یہ فاقہ کش جو موت سے ڈرتا نہیں ذرا

روحِ محمد ﷺ اس کے بدن سے نکال دو

عزیزانِ گرامی! ملتِ اسلامیہ پر ایک مرتبہ پھر کڑا وقت آن پڑا ہے ابھی جن خاکوں پر احتجاج کرتے ہوئے دنیا بھر کے مسلمانوں میں بیداری کی لہر پیدا ہوئی ہے اس بیداری کی لہر کو سرد کرنے کیلئے یہود و نصاریٰ نے پھر اپنا گھناؤنا کھیل شروع کر دیا ہے۔

ملعون منیر شاکر کی ہرزہ سرائی

اور اب آقائے دوجہاں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شانِ اقدس میں گستاخی کیلئے جنگل کی کمین گاہ سے ایک اور تحریک شروع کی جارہی ہے۔ یہود و نصاریٰ کی اس کمین گاہ سے تربیت پانے والے اب دوسروں کو تربیت دے کر میدانِ عمل میں بھیج رہے ہیں اس کی ایک حالیہ مثال ملعون منیر شاکر کی ہے جس نے یہ خرافات بکیں ہیں:۔

- یارسول اللہ ﷺ پکارنا اور یا محمد ﷺ پکارنا بدتر از شرک وزِنا ہے۔ اور جس نے یارسول اللہ ﷺ بولا اس شخص کا اپنی منکوحہ کے ساتھ نکاح فاسد ہے۔
- میری طاقت اس وقت رسول اللہ سے زیادہ ہے۔
- امام حسین مظلوم نہیں ظالم تھے۔

عزیزانِ گرامی! اس ملعون نے یہ بکواس کہاں کی؟ ---- F.M کے غیر قانونی چینل پر۔

سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ یہ کون لوگ تھے جنہوں نے اسے اس ریڈیو فریکونسی میں مدد فراہم کی؟

عزیزانِ گرامی! یہ ایک طویل داستان ہے۔

یہاں یہ بھی بتاتا چلوں جس طرح ماضی میں حسن بن صباح نے بھنگ اور شراب کو حلال کہا تھا اسی طرح اس ملعون نے مولویت کا روپ دھار کر اور وہی انداز اپنا کر جو حسن بن صباح (اس کے بارے میں ہماری کتاب "جعلی پیری مریدی کا منظر وپس منظر" ملاحظہ فرمایئے) کا تھا ملتِ اسلامیہ کو کریش کرنے کا ناپاک منصوبہ ترتیب دیا اور یہ سب کچھ یہود و نصاریٰ کی سرپرستی میں ترتیب دیا گیا۔

اس نے افیون اور چرس کے کاروبار کو جائز قرار دے دیا ہے اور ایک خبر ہے کہ اس نے اب مہدیت کا دعویٰ بھی کر دیا ہے۔

عزیزانِ گرامی! افیون اور چرس کے کاروبار کو اس ملعون مفتی نے جائز کیوں قرار دیا؟

تاکہ ملتِ اسلامیہ کی نوجوان اکثریت یورپ کے نوجوانوں کی طرح بے راہ روی اور نشے کا شکار ہو کر معاشرہ اور ملتِ اسلامیہ کیلئے عضو معطل ہو کر رہ جائے۔ اور یہود و نصاریٰ کو کھل کھیلنے کا موقع مل سکے۔ اس حقیقت کا انکشاف میں نہیں کر رہا بلکہ دیوبندی مکتبہ فکر کے مولانا ارسلان ابن اختر اپنی کتاب میں "موساد" کے حوالے سے یوں رقم طراز ہیں۔

"موساد" امریکی سراغ رساں ادارے، سی آئی اے اور دوسرے معاون اداروں کے ساتھ مل کر پاکستانی نوجوانوں کو پاکستان کے عدم استحکام، پاکستان کی اخلاقی قدروں کی تباہی اور اس کی آئندہ نسلوں کو بیکار بنانے کیلئے نہایت منظم انداز میں کام کرتی رہی ہے۔ "تکبیر" کو اسلام آباد میں ایک باخبر عہدیدار نے بتایا کہ "موساد" پاکستانی نوجوانوں کے ایسے گروپ تشکیل دینے پر توجہ دیتی ہے، جو اخلاق باختگی کو رواج دیں مغربی کلچر کی پیروی کریں اور گھناؤنے جرائم کر سکیں۔

مزید آگے لکھتے ہیں:۔

"موساد کے سوچنے والے ذہنوں میں پاکستان کو اسلامی انقلاب سے محروم رکھنا، اسرائیل کے Strategic کا حصہ ہیں، اس لئے وہ پاکستان میں ہر طرح کے انتشار کی پیداوار کے کام کو Strategic Intelligence کا حصہ تصور کرتے ہیں وہ یہ کام بھی اتنے ہی جوش و خروش سے کرتے ہیں، جس قدر جوش و خروش سے وہ پاکستان کی فوجی اور ایٹمی قوت پر ضرب لگانے کی کوشش کرتے ہیں۔ (قبلہ اوّل کفار کے حصار میں، صفحہ ۳۸۶)

سوچو! مسلمانو! سوچو! اس ملعون شخص کا ماضی میں کیا کردار رہا۔ یہ کراچی مالا کنڈ، کرم ایجنسی شیعہ سنّی فسادات کراتا رہا، تاکہ مسلمان اس فرقہ واریت کی آگ میں از خود جل جائیں اور پاکستان کی حکومت امن و امان کے مسائل میں اُلجھی رہے۔ اور یہود و نصاریٰ مسلمانوں کی سیاسی اور معاشی حالات کو کمزور کرتے رہیں۔

ملعون منیر شاکر کے بارے میں "اُمت" کی یہ خبر ملاحظہ فرمایئے:۔

خیبر کی ایجنسی تحصیل باڑہ میں امن کمیٹی کے رضاکاروں اور (ملعون) مفتی منیر شاکر کے حامیوں کے درمیان خونریز تصادم کے نتیجے میں کم از کم سات افراد ہلاک اور درجنوں شدید زخمی ہوگئے ہیں۔ ہلاک شدگان میں سے تین کا تعلق مفتی منیر کے حامیوں اور چار کا تعلق امن کمیٹی سے تھا، فریقین کے مابین خودکار اور بھاری ہتھیاروں سے آدھے گھنٹے سے زائد وقت تک آزادانہ فائرنگ ہوتی رہی علاقے میں جنگ کا سماں ہے۔ پولیٹیکل انتظامیہ نے حالات پر قابو پانے کیلئے ایف سی کے سینکڑوں اہلکاروں کو تعینات کر دیا ہے جبکہ مختلف قبیلوں سے تعلق رکھنے والے مشیران نے حالات پر قابو پانے اور فائر بندی کیلئے مصالحتی کوششیں شروع کر دی ہیں۔ تفصیلات کے مطابق خیبر ایجنسی کی تحصیل باڑہ میں جمعرات کی سہ پہر تقریباً تین بجے کے قریب قمبر آباد مارکیٹ شلوبر میں مفتی منیر شاکر کے حامیوں اور باڑہ کمیٹی کے رضاکاروں کے مابین اس وقت خونریز تصادم ہوگیا جب مفتی منیر کے حامیوں نے مہتمم مدرسہ ہاشمیہ مولانا عبدالستار کو اپنے ساتھ لے جانے کی کوشش کی۔ امن کمیٹی باڑہ نے الزام عائد کیا ہے کہ مفتی منیر شاکر کے مسلح حامی مولانا عبدالستار کو اغوا کرنے کی کوشش کر رہے تھے اور جب باڑہ امن کمیٹی کے رضاکاروں نے انہیں روکا تو ان پر فائرنگ کر دی گئی جس پر دونوں طرف سے خودکار ہتھیاروں سے فائرنگ شروع ہوگئی جس کے نتیجے میں کم از کم سات افراد ہلاک ہوگئے۔ جبکہ عینی شاہدین کے مطابق ہلاک ہونے والوں کی تعداد ایک درجن سے زائد ہے۔ (روزنامہ اُمت۔ ۲۴/ فروری ۲۰۰۶ء)

عزیزانِ گرامی!

اس تصادم کے پیچھے کس کا ہاتھ ہے۔۔۔؟

اس تصادم کا فائدہ کن لوگوں کو ہوا۔۔۔؟

کس کی ایما پر امن کے عمل کو سبوتاژ کرنے کی کوشش کی گئی۔۔۔؟

یہ لہو کس کا گرا۔۔۔؟

یہ نسل کشی کس کی ہوئی؟۔۔۔؟

سوچو مسلمانو۔۔۔! سوچو۔۔۔!

صرف دشمن کی شجاعت ہی نہیں فاتح
اپنی صف میں کئی غدار نظر آتے ہیں
دردمندانِ چمن آنکھ نہ لگنے پائے
ہم کو شبِ خون کے آثار نظر آتے ہیں

غلافِ کعبہ سے آنکھیں مس کرنے والے مسلمانو!

جس غلطی کی وجہ سے قوم یہود ذِلتوں کی عمیق کھائیوں میں جا گری اس نے وہی فارمولا تم پر بھی آزمایا اور اگر تم بھی اسی غلطی کا شکار ہو گئے تو ذِلتوں کے گہرے کھڈے میں گرنے سے تمہیں کوئی نہ بچا سکے گا۔

وہ غلطی کیا تھی؟

اسے قرآن کریم نے یوں بیان کیا ہے:۔

اِتَّخَذُوْٓا اَحْبَارَهُمْ وَرُهْبَانَهُمْ اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ (پ۱۰۔ سورۃ التوبہ۔ آیت ۳۱)

"انہوں نے اپنے پادریوں اور جوگیوں کو اللہ کے سوا معبود بنالیا۔"

عزیزان گرامی! کسی انسان (عالم، مفتی، حکیم الامت وغیرہ) کو اپنے دل میں اتنی جگہ دے دینا کہ اس کے بالمقابل اللہ اور رسول کی بھی پرواہ نہ رہے یعنی اگر اس کی بات اللہ یا اس کے رسول کے ارشادات سے ٹکرائے تو اس کی بات کو قائم رکھنا اور اس سے ٹکرانے والی آیات یا حدیث کے مفہوم میں تاویل کی جائے یہ ایسی عادتِ بد ہے جو یہود کے اندر پائی جاتی تھی۔

مسلمانو! بٹیر کے شکار کیلئے شکاری بٹیر کی آواز ہی نکالتا ہے تاکہ بٹیر سمجھے کہ کوئی اس کا ہی ساتھی ہے اور اس دھوکے میں آکر جال میں پھنس جاتا ہے۔

لہٰذا دوستو! ان ایمان کے شکاریوں سے خود کو بچاؤ نہ صرف خود بلکہ اپنی اولاد و عزیز و اقارب کو بھی اس آگ سے بچاؤ۔

سونا جنگل رات اندھیری چھائی بدلی کالی ہے

سونے والو جاگتے رہیو چوروں کی رکھوالی ہے

ناموسِ رسالت اور ہماری ذمہ داریاں

از قلم محمد اسمٰعیل بدایونی

ہاں! آج حالات نے ہمارے کاندھوں پر بہت بڑی ذمہ داری ڈال دی ہے اور یہ بات روزِ روشن کی طرح عیاں ہو چکی ہے کہ صلیبیوں نے ملتِ اسلامیہ کی سیاسی و معاشی ناکہ بندی، معاشرتی اقدار کو تہس نہس اور جغرافیائی تقسیم در تقسیم کے بعد بھی چین کا سانس نہ لیا ان سے انا و خودداری کی دولت تک چھین لی اور ان کے نام نہاد مسلم حکمرانوں کو حرص و ہوس کی روشن خیالی دے دی مگر یہ وحشت و بربریت کے دلدادہ صلیبی مطمئن نہ ہوئے۔۔۔۔۔۔ یہ جانتے ہیں کہ یہ فاقہ کش موت سے نہیں ڈرتے ان کے اندر روحِ محمد ﷺ موجود ہے، ان کے قلوب عشقِ رسول سے جگمگا رہے ہیں، آج بھی ان کے نوجوانوں میں ان کے بوڑھوں اور تو اور ان کے بچوں میں بھی ناموسِ رسالت پر سر کٹانے کا جذبہ موجود ہے۔

یہ اکثر و بیشتر ہمارے دامنِ رسالت سے تعلق کا امتحان لیتے رہتے ہیں اور ہم بعض اوقات اپنے نامناسب ردِ عمل کے ذریعے نہ صرف اپنا نقصان کر بیٹھتے ہیں، بلکہ اُمتِ مسلمہ کی ایک منفی تصویر بھی پیش کرنے کا سبب بن جاتے ہیں۔

دوستو! اور ساتھیو!

آؤ آج ان سازشوں کا منہ توڑ جواب دیں۔۔۔۔

آؤ! آؤ! آج اپنے نبی سے وفاداری کا عہد کریں۔۔۔۔

آج تجدیدِ عہدِ وفا کا دن ہے۔۔۔۔

آج ہمیں سوچنا ہے کہ ہم ان غیر مہذب اقوام کے غلیظ صلیبیوں کا جواب کس طرح موثر انداز میں دے سکتے ہیں؟ اس کیلئے آپ چند سرگرمیوں کا اہتمام کر کے اپنے نبی سے اپنی وفاداری کا عملی ثبوت دیں:۔

- عالمِ اسلام کی تمام تنظیمیں، انجمنیں، مساجد انتظامیہ ناموسِ رسالت کے تربیتی شب بیداریوں، تربیتی نشستوں، ریفریشر کورسز اور ناموسِ رسالت کنونشن کا اہتمام کریں اور اس میں علماء کرام اور دانشوروں سے ناموسِ رسالت کے موضوع پر خطاب کروائیں۔
- ناموسِ رسالت پر پمفلٹ، کتابچے، کتابیں اپنے اہلِ قلم سے لکھوا کر عوام الناس، یونیورسٹیوں اور کالجز وغیرہ میں مفت تقسیم کروائیں تاکہ آپ کی نئی نسل اپنی روشن اور تابناک ماضی سے آگاہ ہو سکے۔
- مساجد میں خطباء عوام الناس کو ناموسِ رسالت کی اہمیت سے آگاہ کریں۔

❖ مبلغین ہر گلی محلّہ میں فیضانِ سنت کے درس کے ساتھ ناموسِ رسالت کی اہمیت پر درس دیں اور ہر مسلمان کو اس کی اہمیت سے آگاہ کریں درس کے بعد بلند آواز سے درود کا تحفہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہِ اقدس میں پیش کریں۔

❖ نوجوان سیرت النبی کا خصوصی طور پر مطالعہ کریں اور اپنی شخصیت کو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعلیمات کے مطابق تشکیل دیں۔

❖ جرائد و رسائل میں ناموسِ رسالت کے حوالے سے خصوصی نمبر شائع کریں اور ہر رسالہ اس سال ایک خصوصی نمبر ناموسِ رسالت نمبر نکالنے کا عہد کرے۔

❖ اسکول و کالجز کے اساتذہ کو ناموسِ رسالت کے حوالے سے کتابیں مفت تقسیم کی جائیں اور اساتذہ طلبہ کو ناموس رسالت کی اہمیت سے آگاہ کریں، اور اسکول و کالجز میں محفل میلاد اور سیرت النبی کے جلسے منعقد کر کے ناموسِ رسالت کے موضوع پر تقریری مقابلوں کا انعقاد کیا جائے۔

آؤ! آؤ! ایک دوسرے کو آواز دیں۔۔۔۔

آؤ دوستو! آؤ مل کر قدم بڑھائیں۔۔۔۔

آؤ! ایک دوسرے کے ہاتھ کو تھامے اس سیلاب کی سرکش موجوں کے سامنے بند باندھیں۔۔۔۔

عشقِ رسول کی سرمدی دولت سے سرشار مسلمانو!

بہتر ہے کہ موجوں کے ٹلنے کا انتظار کرنے کے بجائے موجوں میں پڑ کر تیرنے کی کوشش کی جائے اور راہ کے خالی ہونے کی توقع کے بجائے صفوں کو چیر کو راہ پیدا کرنے کی جستجو کی جائے۔

روزہ اچھا، حج اچھا، نماز اچھی، زکوٰۃ اچھی
مگر میں باوجود اس کے مسلماں ہو نہیں سکتا
نہ جب تک کٹ مروں میں خواجۂ بطحا ﷺ کی عزت پر
خدا شاہد ہے کامل میرا ایماں ہو نہیں سکتا